یادو نکے

جھرونکوں میں

سیرت طیبہ کی جھلک

اپنے معروف اساتذہ اور بزرگونکے چند واقعات

مرتب۔۔ مولانا وسیم بلال قاسمی۔

استاذ تحفیظ القران ،الدمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یادوں کے جھرنکوں سے

مرتب کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا وسیم بلال قاسمی۔استاذ تحفیظ القران۔الدمام

تاریخ ترتیب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۵ مئی سنہ ۲۰۱۷

تعداد چھپائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰۰۰

قیمت کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ===روپے

انتساب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے والدین اور، دارالعلوم کے اساتذہ کے نام۔

اپنی باتیں انکی یادیں

قلب کے آپریشن کے بعد بستر پر لیٹے لیٹے بلغ ماانزل کے لفظ پر غور کرنے پر یہ سمجھ میں آیا کہ ایک عام آدمی کی آپ بیتی میں بزرگونکے احوال واقوال ماانزل کی ہی ایک شکل ہے۔اور کہیں آپ حضرات تک یہ یادیں نہ پہنچانا اخلاقی اور علمی خیانت نہ ہو جائے لھذا یہ یادیں پیش خدمت ہیں۔ مگر سب سے پہلے دنیا کی عظیم شخصیت کی یاد میں جو کتابچہ پہلے سے مرقوم تھا اسکو تبرکا تقدساشامل کیا ہے، خدا کرے میری یاد سب کے لئے ھادبنے، اور یہ یادیں سوغاتیں ہو جائیں ۔آمین

وسیم بلال قاسمی۔

سب سے پہلے

دنیا کے

عظیم ترین انسان

کی یاد میں

ایک متبرک

[بایوڈیٹا] خاکہ

ابتدائی چالیس سالہ زندگی	
آغاز	آمد سے پہلے والد عبد اللہ کی وفات
عام الفیل	کعبہ کو گرانے کیلئے ابرہ کا ہاتھیوں سے حملہ
۵۷۱م	پیدائش نبی ۱۲ ربیع الاول پیر کا دن
۵۷۵م	دل کا غسل تقریباً چار سال کی عمر میں
۵۷۷م	تقریباً چھ سال کی عمر میں والدہ محترمہ آمنہ صاحبہ کے ساتھ مدینہ کا سفر اس سفر میں والدہ کی وفات۔ مدینہ اور مکہ کے درمیان ابواہ کے مقام پر قبر دادا عبد المطلب نے پرورش کی ذمہ داری لی
۵۷۸م	تقریباً ۸ سال کی عمر میں بیاسی سالہ دادا کی وفات اور پھر پرورش کی ذمہ داری چچا ابو طالب پر
۵۸۲م	بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا کے ساتھ شام کا موسم گرما کا سفر اہل مکہ کی بکریوں کا چرانا
۵۹۰م	حرب فجار میں اپنے چچاؤں کے ساتھ شرکت چار ماہ بعد حلف فضول کی مٹنگ میں شرکت جسمیں قریش نے مظلوموں کی مدد کا ایگریمنٹ کیا
۵۹۵م	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بزنس میں شرکت اور مارکٹنگ کے لئے شام کا سفر

	اور پھر پچیس سال کی عمر میں شادی
۶۰۵م	پیدائش فاطمہ رضی اللہ تعمیر کعبہ اور حجر اسود کو رکھنے کا فیصلہ
۶۰۷	مکہ کی خرافات سے گھبرا کر غار حرا میں عبادت
۶۰۸	سچے خوابوں کی آمد
تیرہ سالہ۔ مکی زمانہ	
۶۱۰م=پہلا سال نبوت	غار حرا میں نزول وحی = عمر چالیس سال = حضرت خدیجہ کے ساتھ ورقہ بن نوفل کے پاس جانا جنہوں نے بتایا کہ یہ نبی ہیں ==حضرت خدیجہ۔ابو بکر۔ علی۔ زید کا ایمان لانا
۶۱۱م=دوسرا سال نبوت	خفیہ دعوت پر حضرت عثمان۔بن عفان زبیر بن عوام۔عبد الرحمن بن عوف کا ابو بکر رضی اللہ کے ذریعہ ایمان لانا
خفیہ دعوت پر چند بڑی شخصیات کا ایمان	
۶۱۱م ۶۱۲م نبوت کا پہلا۔۔دوسرا سال	حضرت ابو بکر رضی اللہ کے ذریعہ حضرت عثمان۔عبد الرحمن۔زبیر بن عوام۔۔۔۔اور ۔۔ابو عبید الارقم بن الارقم۔ عثمان بن مظعون۔عبیدہ بن حارث سعید زید جعفر بن ابی طالب عبد اللہ بن مسعود فاطمہ بنت خطاب۔مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم

۶۰۱۳م = چوتھا سال	اعلانیہ دعوت اس حکم کے بعد فاصدع بما تو ئمر
۶۰۱۴م پانچواں سال	پہلی ہجرت۔۔ حبشہ کی طرف۔۔۔ جس میں حضرت عثمان اور انکی زوجہ رقیہ بنت رسول سمیت بارہ مرد اور چار عورتیں شامل تھیں۔۔۔ پھر دوسری ہجرت۔ جسمیں تراسی مرد اور انیس عورتیں شامل تھیں
۶۰۱۵م چھٹا سال	حضرت حمزہ کا ایمان قبول کرنا۔ پھر تین دن بعد حضرت عمر کا ایمان لانا۔۔ نجاشی بادشاہ کے پاس بطور سفیر حضرت عمر بن العاص قریش کی جانب سے مسلمان مہاجرونکو واپس لینے گئے
۶۰۱۶ ۶۰۱۷م نبوت کا ساتواں اور آٹھواں سال	بائیکاٹ کا ایگریمنٹ۔۔ تین سال تک شعب ابی طالب میں گزارنا
۶۰۱۸م نواں سال	معجزہ شق القمر
دسواں سال = عام الحزن	خانہ کعبہ میں لٹکا ہوا بائیکاٹ کے ایگریمنٹ کو دیمک نے چاٹ لیا اور بائیکاٹ کا خاتمہ ہوا۔ اسی سال حضرت خدیجہ اور حضرت ابو طالب کی وفات ہوئی۔۔۔ حضرت سودۃ بنت زمعہر ضیاللہ عنہا سے شادی ہوئی دعوت اسلام کیلئے طائف گئے اور پریشانیاں اٹھائیں واقعہ معراج پیش آیا

	پانچ نمازیں فرض ہوئیں حج کے موسم میں قبیلونکو اسلام کی دعوت دی گئی
تیرہ سالہ۔مکی زمانہ	
۶۱۰م=پہلا سال نبوت	غار حرا میں نزول وحی = عمر چالیس سال = حضرت خدیجہ کے ساتھ ورقہ بن نوفل کے پاس جانا جنہوں نے بتایا کہ یہ نبی ہیں = = حضرت خدیجہ۔ابو بکر۔ علی۔زید کا ایمان لانا
۶۱۱م=دوسرا سال نبوت	خفیہ دعوت پر حضرت عثمان۔بن عفان زبیر بن عوام۔عبد الرحمن بن عوف کا ابو بکر رضی اللہ کے ذریعہ ایمان لانا
خفیہ دعوت پر چند بڑی شخصیات کا ایمان	
۶۱۱م ۶۱۲م نبوت کا پہلا ۔۔دوسرا سال	حضرت ابو بکر رضی اللہ کے ذریعہ حضرت عثمان۔عبد الرحمن۔زبیر بن عوام۔۔۔۔اور ۔۔ابو عبید الارقم بن الارقم۔عثمان بن مظعون۔وبیدہ بن حارث سعید زید جعفر بن ابی طالبعبد اللہ بن مسعود فاطمہ بنت خطاب۔مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم
۶۱۳م=چوتھا سال	اعلانیہ دعوت اس حکم کے بعد فاصدع بما تؤمر
۶۱۴م پانچواں سال	پہلی ہجرت۔۔حبشہ کی طرف۔۔۔جس میں حضرت عثمان اور انکی زوجہ رقیہ بنت رسول سمیت بارہ مرد اور چار عورتِن شامل تھیں۔۔۔پھر دوسری ہجرت۔ جسمیں تراسی مرد اور

	انیس عورتیں شامل تھیں
۶۰۱۵م چھٹا سال	حضرت حمزہ کا ایمان قبول کرنا۔ پھر تین دن بعد حضرت عمر کا ایمان لانا۔۔ نجاشی بادشاہ کے پاس بطور سفیر حضرت عمر بن العاص قریش کی جانب سے مسلمان مہاجرونکو واپس لینے گئے
۶۰۱۶ ۶۰۱۷م نبوت کا ساتواں اور آٹھوان سال	بائیکاٹ کا ایگریمنٹ۔۔ تین سال تک شعب ابی طالب میں گزارنا
۶۰۱۸م نواں سال	معجزہ شق القمر
دسواں سال = عام الحزن	خانہ کعبہ میں لٹکا ہوا بائیکاٹ کے ایگریمنٹ کو دیمک نے چاٹ لیا اور بائیکاٹ کا خاتمہ ہوا۔ اسی سال حضرت خدیجہ اور حضرت ابو طالب کی وفات ہوئی۔۔۔ حضرت سودۃ بنت زمعہر ضیاللہ عنہا سے شادی ہوئی دعوت اسلام کیلئے طائف گئے اور پریشانیاں اٹھائین واقعہ معراج پیش آیا پانچ نمازیں فرض ہوئین حج کے موسم میں قبیلونکو اسلام کی دعوت دی گئی
گیارواں سال	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی

	رسول صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ خزرج کے چھ افراد کو اسلام پیش کیا اور انہوں نے قبول کر لیا
بارہواں سال	قبیلہ اوس اور خزرج کے بارہ آدمیوں سے پہلی بیعت یعنی عقبہ اولی منعقد ہوئی حضرت مصعب بن عمیر کو بطور سفیر مدینہ بھیجا گیا
تیرھواں سال	حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر سعد بن معاذ نے اسلام کی بیعت کی بیعت ثانیہ ہوئی جسمیں اوس خزرج کے ۷۳ آدمی اور دو عورتیں شامل تھیں
تیروان سال	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ایک نمائندہ کے ذریعہ انصار کے قبیلہ اوس کے تین اور خزرج سے نو آدمیوں سے عہد وپیمان پھر مدینہ کے لئے ھجرت کا آغاز ادھر قریش مکہ نے دار الندوہ میں آنحضرت کے قتل کی سازش کی
پہلی ھجری [۶۶۲م یا ۱۲۔۱۳ ایلول]	مکہ سے مدینہ کی جانب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۲۷ صفر کو ھجرت اور تین دن غار ثور میں قیام ۸ ربیع الاول کو پیر کے دن آنحضرت کا حضرت ابو بکر کے ساتھ قباء کے مقام پر پہنچنا
	قباء میں چار دن قیام کرنا پھر مسجد کی بنیاد رکھنا ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ میں حضرت ابو بکر کے ساتھ داخل ہونا
پہلی ھجری	حضرت ایوب انصاری کے گھر اونٹنی کا رکنا پھر مسجد نبوی کا قیام انصار اور مہاجرین کے درمیاں مواخاۃ

	قائم ہوئی اسلامی حکومت کے پہلے دستور کا مدینہ میں نفاذ یہودیوں سے مصالحت کا ایگریمنٹ کیا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی [انکی عمر تقریبا نو سال تھی] قریش سے جنگ کی اجازت [اللہ کے ارشاد اذن للذین یقاتلون۔ کے تحت،، سورہ الحج]
دوسری ھجری	روزے فرض ہوے زکوہ فرض ہوئی اور زکاہ الفطر پھر عید کی نماز آئی جہاد فرض ہوا۔۔ شعبان کے ماہ مین مسجد اقصی سے مسجد حرام میں تحویل قبلہ ہوا
دوسری ھجری	۱۷ رمضان کو جمعہ کے دن جنگ بدر ہوئی جسمیں ۳۱۳ مسلمان اور ۱۰۰۰ کفار شریک ہوے ۷۰ کافر قتل ہوے اور ۷۰ قید ہوے ابو جہل امیہ بن خلف اور مخالفین مارے گئے ۔ مسلمانو کے ۱۴ صحابی شہید ہوے مگر فتح حاصل ہوئی
دوسری ھجری	حضرت سلمان فارسی کا ایمان لانا
دوسری ھجری	۱۵ دن کے حصار کے بعد جنگ بنی قینیقاع ہوئی
دوسری ھجری	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی

دوسری ھجری	حضرت رقیہ بنت رسول زوجہ عثمان کی ۲۱ سال کی عمر میں وفات ہوگئی
۳ ھجری	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی مبارک ۱۹ سالہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے
۳ ھجری	ماہ شوال میں غزوہ احد
۳ ھجری	عبد اللہ بن ابی سلول جو کہ منافق تھا وہ ایک تہائی فوج کو لیکر میدان سے کھسک گیا
۳ ھجری	مسلمان فوج کا کچھ دیر کے لئے مغلوب ہونا
۳ ھجری	تقریبا ۷۰ صحابی کی شہادت ہونا جسمیں حضرت حمزہ، عمر بنجموح، انس بن النضر سعد بن ربیع شامل ہیں
۳ ھجری	حضرت حسن کی پیدائش، اور حضرت عثمان کی حضرت ام کلثوم سے شادی
۴ ھجری	رجیع کا حادثہ جس میں تقریبا ۱۰ صحابی کو شہادت ہوئی
۴ ھجری	بئر معونہ والا قعہ سمیں ۷۰ صحابہ کو شہادت نصیب ہوئی
۴ ھجری	بنی النضیر والا غزوہ
۴ ھجری	تیس سالہ حضرت زینب بنت خزیمہ سے شادی جبکہ تین سال بعد انکی وفات ہو گئ پھر حضرت ام سلمی سے شادی جنکی ۲۹ سال عمر تھی
۴ ھجری	حضرت امام حسین کی ولادت
۵ ھجری	زینب بنت جحش [۳۶ سالہ] کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ فلما قضی زید

	منہ ؛اس آیت میں اشارہ ہے کہ شادی اللہ کے حکم سے سات آسمانوں کے اوپر بغیر کسی ولی کے بغیر کسی شاہد کے قران کی اس آیت کے مطابق ہوئی
۵ ھجری	غزوہ خندق [احزاب] چالیس دن حصار کے بعد مخالفین کی شکست
۵ ھجری	غزوہ بنی قریضہ۔ جسمیں ۲۵ دن اور سات سو افراد کے لئے فیصلہ کیا گیا کے بعد میں پھر سعد بن معاذ کو رسول اللہ حکم سے حکم بنایا گیا
۵ ھجری	حج اور پردہ فرض ہوا
۵ ھجری	حضرت سعد بن معاذ کی شہادت اس زخم کی وجہ سے جو غزوہ خندق میں لگا تھا
۶ ھجری	واقعہ افک۔ اور پھر سورہ نور کی آیات کا نزول حضرت عائشہ کی برائت میں
۶ ھجری	شادی مبارک۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے جنکی عمر تیس سال تھی
۶ ھجری	صلح حدیبیہ۔ اور بیعت رضوان اور سورہ فتح کا نزول
۶ ھجری	شراب کی مکمل حرمت کا اعلان [تین مرحلونکے بعد]
۶ ھجری	مسلمانونکا مشرکین سے شادی کرنا حرام ان آیات کی ضمن میں
۶ ھجری	رسول صلی اللہ علہ وسلم کا بادشاہونکو خطوط ارسال کرنا اور اسلام کی دعوت دینا صلح حدیبیہ کے بعد
۷ ھجری	حضرت جعفر کا ساتھیونکے ساتھ حبشہ سے واپس آنا

۷ ھجری	غزوہ فتح خیبر۔ جسمیں 16 مسلمان شہید ہوے اور ۹۳ یہود مارے گئے۔ ۱۴۰۰ مجاہدین نے شرکت کی جسمیں ۲۰۰ سوار تھے
۷ ھجری	شادی مبارک حضرت رملہ بنت ابی سفیان [ام حبیبہ] سے اور صفیہ بنت حی۔ اور میمونہ بنت الحارث سے
۷ ھجری	عمرۃ القضاء۔ اور تین دن کا قیام
۷ ھجری	زینب بنت الحارث ایک یہودیہ نے رسول اللہ کو زہر آلود بکری کا گوشت کھلا دیا
آٹھوی ھجری	حضرت خالد کا اور عمر بن العاص کا ایمان لانا
آٹھویں ھجری	غزوہ موتہ۔ تیس ھزار مسلمانوں اور تقریبا دو لاکھ رومیوں کے درمیان۔ یہ پہلی جنگ ہے جو جزیرہ عرب سے باہر والوں سے ہوئی اسمیں تین بڑے لیڈر شہید ہوے۔ زید بن حارثہ۔ جعفر بن ابی طالب۔ عبد اللہ بن وھب۔
آٹھویں ھجری	۱۷ رمضان کو دس ہزار مجاہدین کے ساتھ غزوہ فتح مکہ ۔ جسکے بعد ابو سفیان اور ھند ایمان لائے
آٹھوین ھجری	دس ہزار مجاہدین کے ساتھ غزوہ حنین۔۔ اور طائف کا حصار
آٹھویں ھجری	حضرت زینب کی وفات۔۔ حضرت ابراھیم ابن رسول کی ولادت۔۔
نویں ھجری	غزوہ تبوک۔۔ جسکے بعد تقریبا ستر سے زائد وفود مدینہ آئے اور ایمان لائے

نویں ھجری	حضرت ام کلثوم کی وفات۔ ۔اور حضرت ابراھیم کی سولہ مہینوں میں وفات
نویں ھجری	سورہ توبہ کا نزول۔۔اور مسجد ضرار کا منہدم ہونا
نویں ھجری	رسول اللہ نے حضرت ابو بکر کو حج کا امیر بنا کر بھیجا
نویں ھجری	منافقون کے سردار عبد اللہ بن سلول کا انتقال
دسویں ھجری	مسیلمہ بن کذاب کا دعوہ نبوت جسمیں زنا اور شراب کو حلال قرار دے دیا
دسویں ھجری	حجۃ الوداع۔اور رسول اللہ کا ایک لاکھ مسلمانوں سے آخری خطاب
دسویں ھجری	روم پر چڑھائی کے لئے لشکر اسامہ کی تیاری
گیارویں ھجری	اسود عنسی جو مدعی نبوت تھا اسکا قتل۔ایک دوسرے مدعی نبوت: سجاح: کا ظہور
گیارویں ھجری	بارہ ربیع الاول کو پیر کے دن چودہ دن کی بیماری کے بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسوقت آپکی عمر ۶۳ سال تھی۔تدفین حضرت عائشہ کے حجرہ میں ہوئی
گیارویں ھجری	حضرت ابو بکر سے بیعت خلافت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیملی،خدمتگزاراورچیزیں	
آنحضرت کی ازواج مطہرات	تعداد=========۱۱
باندیاں	تعداد========۲
اولاد	تعداد=========۷
نواسے نواسیاں	تعداد==========۷
بھائی بہن[دودھ شریک}	تعداد==========۶
چچا	تعداد=========۹
پھوپیاں	تعداد========۶
سیکریٹری	تعداد=======۲۱
قاصد	تعداد==========۸
خدمتگزار	تعداد==========14
نوکر	تعداد==========۱۳
نوکرانیاں	تعداد==========۴۵
گھوڑے[انکے بالترتیب نام۔سکب،سبحہ، المرتجز،الورد،]	تعداد==========4

اونٹنیاں[نام العضباء، الجدعاء، القصواء،]	تعداد=========۳
گدھا[نام=عفیر]	تعداد=========۱
خچر[نام= دلدل]	تعداد==========۱
دود والی اونٹنیں	تعداد==========۲۰
بکریاں	تعداد=========۱۰۰
تیر	تعداد=========۳
کمان	تعداد=========۳
تلواریں[ذوالفقار بھی]	تعداد=========6
لکڑی کی دیگچی	تعداد=========۱
انگوٹھی= درعان اور ترس	تعداد=====ایک ایک
جھنڈے[چوکور کالا=دوسرا سفید]	تعداد=========۲
ازواج مطہرات	
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	پھر حفصہ رضی اللہ عنہا

زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	ام سلمہ رضی اللہ عنہا
میمونہ رضی اللہ عنہا	جویریہ رضی اللہ عنہا
صفیہ رضی اللہ عنہا	
ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا	ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا
اولاد النبی	
القاسم[عمر دو سال= نبوت سے پہلے]	عبد اللہ[نبوت کے بعد۔انکو طاھر اور طیب کہتے ہیں]
ابراھیم[پیدائش آٹھویں ھجری=عمر ڈیڑھ سال]	
چار لڑکیاں	
زینب[ابو العاص شوھر ہیں]	فاطمہ[علی شوھر ہیں]
رقیہ[عثمان بن عفان=شوھر]	ام کلثوم[عثمان بن عفان=شوھر]
نواسے نواسیاں	
علی[والدہ=زینب رضی اللہ]	امامہ[والدہ=زینب رضی اللہ]

عبد اللہ [والدہ=رقیہ رضی اللہ]	زینب [والدہ=فاطمہ رضی اللہ]
ام کلثوم [والدہ=فاطمہ رضی اللہ]	حسن [والدہ=فاطمہ رضی اللہ]
حسین [والدہ= فاطمہ رضی اللہ]	
دودھ شریک بھائی بہن	
حلیمہ سعدیہ کے بچے	ثوبیہ جاریہ ابی لہب کے دودھ شریک بھائی بہن
عبد اللہ	مسروح بن ثوبیہ
انیسہ	حمزہ بن عبد المطلب
الشیماء	عبد اللہ بن جحش
رسول اللہ کے چچا محترم	
غیر مسلم	**مسلمان**
ابو لہب	العباس
حجل	القوم
الحارث	حمزہ

ابو طالب	
الزبیر	

رسول اللہ کی پھوپیاں

مسلمان پھوپیاں	غیر مسلم پھوپیاں
صفیہ رضی اللہ عنہا	عاتکہ
اروی رضی اللہ عنہا	ام حکیم
	امیمہ
	برہ

سیکریٹری رسول اللہ

ابو بکر رضی اللہ	عمر ابن خطاب رضی اللہ	عثمان ابن عفان	علی کرم اللہ
طلحہ	الزبیر	ابی بن کعب	زید بن ثابت
معاویہ بن سفیاں	محمد بن مسلمہ	الارقم بن ارقم	ابان بن سعید
خالد بن سعید	ثابت بن قیس	حنظلہ بن الربیع	خالد بن ولید

عبد اللہ بن ارقم	عبد اللہ بن زید السجل	العلاء بن عقبہ شرحبیل ابن حسنہ	المغیرہ بن شعبہ
قاصد رسول			
عمر بن امیہ الضمری	نجاشی بادشاہ کے پاس گئے جس نے خط کو آنکھوں سے لگایا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور اسلام لایا		
دحیہ بن کلبی	ھرقل گریٹ امپائر روم کے بادشاہ کے پاس گئے		
عبد اللہ بن حذافہ	کسری امپائر فارس کے بادشاہ کے پاس گئے		
حاطب بن ابی بلتعہ	المقوقس مصر کے بادشاہ کے پاس گئے جو ایمان لائے اور ھدیہ میں ماریہ قبطیہ اور شیریں کو دیا		
قاصد	**کہاں گئے**		
سلیط بن العامری	یمامہ کے سربراہ ھوذہ بن علی کے پاس گئے		
شجاع بن وھب الاسدی	ملک شام کے سربراہ حارث بن الغسانی کے پاس گئے		
ابی امیہ المخزومی	حارث الحمیری کے پاس گئے		
عمر بن العاص	عمان کے بادشاہ کے پاس گئے جو ایمان لائے		

العلاء بن الحضرمی	بحرین کے بادشاہ منذر ساوی العبیدی کے پاس گئے اور وہ ایمان لائے
ابو موسی الاشعری اور معاذ بن جبل	یمن کے بادشاہ کے پاس گئے اور اہل یمن ایمان لائے

چار موذن

بلال ابن رباح [سب جگہ]	ابن ام مکتوب [مدینہ میں]
ابو محذورہ [مکہ میں]	سعد القرض [قباء میں]

مختلف اوقات کے مختلف خدمتگزار

انس بن مالک	ھند	حارثہ کے لڑکے
ربیعہ بن کعب الاسلمی	عبد اللہ بن مسعود [جوتے پہنانے والے]	عقبہ بن عامر [خچر والے]
بلال [موذن]	سعد [حضرت ابو بکر کے غلام]	ذو مخمر [نجاشی کا بھتیجا یا بھانجہ]

بکر اللیثی	ابوذر غفاری	الاسلع الاعرجی
مولی ام سلمی	ابوالسمح	

آنحضرت کے مختلف اوقات کے مختلف کام کرنے والے

زید بن حارثہ	ثوبان بجدد	سلیم[ابو کبشہ]	باذام
رویفع	قصیر	ھرمز	ابوصفیہ عبید
ابو سلمی	انسہ	صالح[شقران]	رباح
میمون{ذکوان}	ابو بکرہ[نفیع]	یسار الراعی	ابورافع[اسلم]
فضالۃ الیمنی	مدعم خیبر میں وفات پانے والے]	کرکرہ[سنبی کا سامان اٹھانے والے]	زید[[ہلال بن یسار کے دادا]
عبیدۃ	طہمان[یامروان]	ماور القبطی[واقد]	ھشام
ابو ضمیرہ	حنین	احمر[ابوعسیب]	ابوعبیدہ
	سلمان[الفارسی]	ایمن بن ام ایمن	
سابق[صحابی]	سالم[صحابی]	زید بن بولا	سعید[ضمیرہ]
عبید اللہ بن اسلم	نافع	نبیہ یا نبیل	وردان
ابو اثیلہ	ابوالحمراء	افلح	سفینہ

کام کرنے والیاں

سلمی	ام رافع	ام ایمن	برکہ[ام اسامہ]
میمونہ بنت سعد	رضوی	امیمہ	ام ضمیرہ
ریحانہ	خضرہ	ماریہ[والدہ ابراھیم]	شیریں[خالہ ابراھیم]
	ام عباس	یا ام عیاش	

رسول اللہ کا حج اور عمرہ۔۔۔غزوات اور سریہ

حج====ایک مرتبہ دس ھجری میں

عمرہ چار مرتبہ=ایک صلح حدیبیہ کے موقع پر=ایک عمرۃ القضاء=ایک حنین کی مال غنیمت کی تقسیم کے بعد

ایک عمرہ جعرانہ[یہ سب ذی قعد کے ماہ میں ادا ہوے]

غزوات،۲۵[جسمیں رسول اللہ خود شریک ہوے]

سرایا[جسمیں خود شریک نہیں ہوے] تعداد=۵۶

غزوات الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشہ

یادونکے جھرونکوں سے

یادیں تو بے شمار ہیں مگر وہ یادیں جن سے ملت کا یا انسانیت کا کچھ فائدہ ہو یا کسی شخص کا کا کوئی مثبت کر دار سامنے آرہا ہو جس میں سیرت طیبہ کی جھلک ہو میں نے ایسی یادوں کو جمع کیا ہے جس سے سبق حاصل کیا جاسکے سے، ان میں سے اکثر واقعات وہ ہیں جو میری ذات سے منسلک ہیں یہ واقعات اگر عوام الناس تک نہ پہنچائوں تو یہ امانت میں خیانت اور کاہلی ہو گی ان واقعات میں کسی خاص شخصیت یا کسی خاص مکتبہ فکر کا کوئی امتیاز نہیں بلکہ جہاں سے اچھی بات ملی اسکو نگینہ کی طرح جڑ دیا گیا تا کہ ہر شخص اس سے مستفیذ ہو سکے اور مجھ کو دعائیں دے۔ آمین۔

سب سے پہلے اپنے مشفق اور محترم ترین استاذ حضرت قاری طیب صاحب کے ساتھ مجھ سے منسلک واقعات اور مختصر تعارف پیش خدمت ہے

نام۔۔۔

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

نازک اندام قدو قامت کی شخصیت۔ اسلاف کا علمی روحانی اخلاقی خلاصہ۔ جس میں غزالی کی بصیرت شاہ ولی اللہ کی حکمت امام ابو حنیفہ کی فقاہت اشرف علی کی انابت قاسم نانوتوی کی وجاہت شیخ الہند کی سیاست انور شاہ کی علمیت۔۔۔۔ انکی نرم ودھیمی آواز تھی مگر اس میں پختگی سنجیدگی خوش اخلاقی فطری شائستگی و قار و عظمت کی لمعگی عزم و حوصلہ کی جولانگی شریفانہ سادگی تصنعات سے بے گانگی نورانیت وروحانیت والی یگانگی موجود تھی۔

انکی نصیحتوں میں شفقت انکے درس میں حکمت انکے جوابات میں ندرت انکی ملاقات میں حلاوت انکی گفتگو میں جاذبیت انکی پوری شخصیت میں نورانیت جھلکتی تھی بلکہ روحانیت چھلکتی تھی۔

بس اسی سراپہ کا نام تھا قاری طیب صاحب، جو میرے اولین سرپرست مرشد و مربی اور استاذ بخاری وحجۃ اللہ البالغہ تھے۔ انکی شخصیت سے میں متاثر نہیں بلکہ مرعوب تھا انکے چند وہ واقعات جو مجھ سے منسلک ہیں، درج ذیل ہیں

معافی

۱۹۷۵ میں دارالعلوم دیوبند میں میرا آخری سال تھا دو مکتبہ فکر کے طالبعلموں میں تنازع ہوا اور کئی دن تک چلتا رہا حتی کہ مارپٹائی اور ہاتھاپائی کی نوبت آگئی تھی جس کی زد میں حضرت مولانا شریف صاحب [جو اسوقت کے شیخ الحدیث تھے] کے صاحبزادہ آگئے اور وہ کافی زد کوب ہوگئے انکو ہاسپٹل بھرتی کرنا پڑا اور انکی صحت و زندگی کی دعائیں کی جانے لگیں۔ طالبعلمونکی ایک جماعت کا مارپٹائی والا کردار بالکل سامنے آگیا تھا جسکے بظاہر لیڈر طبیہ کالج کے ایک لڑکے [جو کہ آجکل ڈاکٹر ہیں] جناب اختر میرٹھی تھے، مولانا شریف صاحب انسے اور انکے ٹولے سے کافی ناراض تھے۔ کیونکہ انکے نزدیک دارالعلوم میں فساد پھیلانے والے لگ رہے تھے، بہر حال ایک وقت آیا کہ حضرت قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کے گھر پر دونوں گروپ میں صلح صفائی ہوئی اور معافی تلافی ہوئی، مگر اختر میرٹھی صاحب کو یہ فکر ہوئی کہ مولانا شریف صاحب مجھ سے ابھی تک ناراض ہیں، انہوں نے حضرت قاری طیب صاحب سے درخواست کہ حضرت آپ مولانا شریف صاحب سے بھی معافی دلوادیجے کیونکہ اس زمانہ میں استاذ کی ناراضگی کو بہت برا سمجھا جاتا تھا، میں نے دیکھا کہ حضرت قاری صاحب نے بلا تامل اختر اور انکے ساتھیوں کو لیا اور مولانا شریف صاحب کے پاس چلے جو کہ انکے ہی صحن میں چارپائی پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے، اور پھر چشم فلک نے اعلی اخلاق کا وہ مظہر دیکھا وہ اسلاف ہی کا حصہ تھا۔ حضرت نے

قریب جاکر نہ حکم دیانہ درخواست کی بلکہ [اپنے سے چھوٹی عمر اور رتبہ کے باوجود] انکے دونوں گھٹنوں پر ھاتھ رکھ کر [گویا پیر پکڑ کر اپنے لئے نہیں بلکہ] ان طالبعلمو نکے لئے خود معافی مانگنے لگے جو مکتبہ فکر کے اعتبار سے بھی انکی مخالفت کر رہے تھے مولانا شریف صاحب گھبر اگئے اور فرمایا حضرت مجھے کیوں گنہگار کر رہے ہیں، اور فوراطلبہ کو معاف کر دیا ۔اس واقعہ میں قاری طیب صاحب کا کر دار سلف صالحین بلکہ صحابہ کرام سے جاملتا ہے جو بے لوث نیک عمل کرتے تھے

خاک پا

سنہ ۸۰ کی بات ہے مجھ کو حکیم عبد الحمید [ہمدرد والے] صاحب نے مونو عربک ٹائپ کے لئے منتخب فرمایااور بمبئ میں اس فن کی مزید معلومات لینے کے لئے بھیج دیا جاتے ہوے فرمایا بمبئ کی ہوا تو نہیں لگے گی میں نے برجستہ جواب دیا میں دارالعلوم کی خاک پاہوں وہ اس جواب سے بہت خوش ہوے۔۔۔اسی زمانہ میں حضرت قاری طیب صاحب بھی ذکریا اسٹریٹ میں قیام پذیر تھے۔ مجھکو انکی خدمت کی سعادت نصیب رہتی تھی یہاں بھی خدمت کا موقع ملا۔ جو کچھ وہ لکھواتے میں قلمبند کرتا جاتا۔ ایک دن ایک نصیحت بھی فرمائی کہ بائیں دائیں دونو جانب حاشیہ چھوڑنا چاھیے۔ میں نے اس نصیحت کو دانتون سے پکڑ لیا۔

دو بیلو نکی جوڑی

میں اور اسعد میاں اکثر انکو کرسی پر بٹھا کر نیچے لایا کرتے تھے ایک دن ہاتھ پھسل گیا حضرت لڑھک گئے مگر انہونے اپنے آپکو سنبھال لیا[بلکہ اللہ تعالی نے بال بال بچایا] میرا تو خون منجمد ہو گیا مگر الحمدللہ انکو بس ھلکی سی خراشیں آئیں۔ اور وہ بھی مسکرا کر فرمانے لگے دونوں بیلو نکی جوڑی کمزور نکلی [دو بیلو نکی جوڑی پہلے کانگرس کا نشان تھا] اور اس واقعہ کو مزے لے کر میری والدہ اور بقیہ رشتہ دارونکے سامنے بار بار سنایا کرتے تھے۔ میں انکے اعلی اخلاق اور ظرافت بھری اعلی ظرفی پر سر دھنتا تھا۔

لذت روحانی

حضرت قاری طیب صاحب کو ڈاکٹروں نے رات کو عشاء کے بعد تقریر کے کے لئے منع فرمادیا تھا اور آرام کرنے کی تاکید کر رکھی تھی۔ ادھر طلباء کی جانب سے سالانہ جلسہ تھا سبکا مشورہ ہوا کہ قاری طیب صاحب کو بلایا جائے۔ اور میرے علم میں لائے بغیر مولانا رفعت مولانا اخلاق صاحب وغیرہ حضرت کے پاس چلے گئے [حالانکہ مولوی سلمان صاحب نے

اختلاف کیا کہ تنہا مت جائو مولانا بلال صاحب کو ضرور ساتھ لے لینا چاہیے] بہر حال وہاں سختی سے منع ہو گیا پیشکار عبد الحق صاحب نے طلبا کو چند منٹ ملنے دیا اور کہا حضرت نہیں آسکتے۔ یہ سب ساتھی اپنا سا منہ لیکر اور منہ لٹکا کر اب میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ مولوی بلال کچھ کرو، ہم نے تو قاری صاحب کا نام اشتہار میں دے رکھا ہے۔ میں نے کہا اب میں کیا کر سکتا ہوں تقریبا دروازہ بند ہو گیا ہے، مولانا رفعت نے اصرار کیا کہ کچھ بھی کرو لیکن کرو میں نے کہا چلو میں اپنی ساکھ دائوں پے لگا تا ہوں ایسا کرو کہ تم لوگ منڈی جا کر آم خرید کر لائو، میں انکو آم کی دعوت پر بلا تا ہوں مجھے انکی شفقت اور نرم مزاجی سے امید تھی کہ شاید دعوت قبول کر لیں۔ اور ایسا ہی ہوا جب میں انکو لیکر آیا تو بہت بڑے جلسہ گاہ میں بٹھا دیا اس وقت تو کچھ نہی بولے مگر تقریر میں مزاحیہ انداز میں کہدیا کہ دعوت تو مولوی بلال نے آموں کی کی تھی وہ ابھی چکھے بھی نہیں تو پھر اسکے متعلق کیا بولوں کیا شکریہ ادا کروں۔۔ اور پھر تقریبا ڈیڑھ گھنٹہ صرف آم کی لذت لسانی اور لذت جسمانی اور پھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لذت روحانی، لذت علمی، لذت اخروی، لذت جنت، اور لذت دیدار الہی پر انتہائی بصیرت افروز تقریر کر دی۔ اور جب میں شکریہ ادا کرتے ہوے معذرت طلب کرنے لگا تو بس اتنا کہا تمہیں مجھے پوری بات بتا دینی چاہیے تھی۔۔ اور مجھے اپنی شرارت اور حضرت کی شفقت و تحمل پر صحابہ کرام اور اسلاف کے واقعات یاد آنے لگے۔

بوٹیاں

حضرت قاری صاحب کے سامنے مولانا بہاری نیز مولانا انظر شاہ صاحب کھانا کھا رہے تھے اور بے تکلفانے انداز سے ایک دوسرے کے حصہ پر قابض ہو رہے تھے۔ قاری صاحب نے فرمایا بھائی بوٹیوں۔۔۔ پر مت لڑو۔ دونوں حضرات لاجواب ہو گئے۔

صلہ رحمی

جب حضرت قاری طیب صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا تو ہم تمام طلبہ نے ایک تعزیتی جلسہ کا اہتمام کیا اور اسمیں حضرت سے ہی تقریر کروائی ابھی وہ افسردہ لہجہ میں تقریر کر ہی رہے تھے کہ پانی پت سے چچا لئیق کی جانب سے [غالبا قمر بھائی] یہ اطلاع لیکر آئے کہ ہمارے پھوپا افضال عثمانی کا پانی پت میں انتقال ہو گیا حضرت نے فورا اس خبر کو جلسہ میں بتایا اور تعزیتی تقریر کا رخ موڑ کر مرحوم کی طرف کیا اور پھر اپنا غم بھول کر تمام اہل و عیال کے ساتھ تعزیت کی بلکہ کھانے کا بھی انتظام فرمایا حالانکہ قمر صاحب مولانا اسلم صاحب سے بار بار کہتے رہے کہ آپ خود پریشانیوں میں ہیں۔ تکلفات میں نہ

پڑیں مگر رشتہ داری میں صلہ رحمی کی ایک بہترین مثال پیش کی اور بتادیا کہ صلہ رحمی اسکو کہا جاتا ہے کہ اپنے غم کی طرح دوسرے کے غم کو بھی اپنایا جائے۔

اعلی ظرفی

سنہ ۸۰ میں قاری طیب صاحب دہلی آئے اور صبح سے دوپہر تک فیروزہ باجی کے گھر مقیم رہے پاپا کانپور سے آگئے تھے میں اور ارشد بھی تمام گھر والوں کی طرح انکی خدمت میں تھے بہت سے لوگ ملنے آتے رہے اور خاصکر دارالعلوم کے متعلق سوالات کرتے رہے حضرت کا ایک ہی جواب تھا کہ دارالعلوم کو نظر لگ گئی[اسوقت دار لعلوم پر قبضہ کا تازہ تازہ معاملہ تھا]پاپا نے کہا حضرت آپ شیر وانی اتار کر آرام فرمالیجیے ہنس کر فرمایا اب گھر بلا کر کپڑے بھی اتروالو بہر حال قاری صاحب آرام کرنے لگے پلنگ پر مولانا مودودی صاحب کی کوئی کتاب رکھی تھی اسکو اٹھا کر پڑھنے لگے شاکر صاحب کہنے لگے یہ کتاب کس نے رکھدی[اس وقت دیوبند اور مودودیت کی مخالفت عروج پر تھی] مگر جناب نے نہ صرف کتاب پڑھی بلکہ نظریاتی اختلاف کے باوجود اپنے عمل سے اعلی ظرفی اور رواداری کا سبق بھی سکھادیا

خلافت عبادت

کچھ دیر کے بعد چائے پر مجھ کو سوال کرنے کی ہمت ہوئی[اس زمانہ میں نوجوانوں میں فکر مودودی کا غلبہ تھا اسلئے ڈرتے ڈرتے]اپنی جانب سے نہیں بلکہ اپنے بھائی ارشد نعیم کی طرف سے سوال کیا کہ حضرت عبادت راجح ہے یا خلافت ۔۔حضرت نے بڑا مفصل جواب دیا\کہ عبادت عین مقصود ہے۔پھر یہ آیت پڑھی وماخلقت الجن و الانس الا لیعبدون۔۔دوسری آیت جو میری طرف سے پڑھی گئی تھی انی جاعل فی الارض خلیفہ ۔اسکے بارے میں بتایا کہ یہ آیت خبر موعود ہے۔گفتگو کا خلاصہ یہ تھا کہ عبادت

صراحۃ النص ثابت ہے اور عین مقصود ہے اور خلافت اشارہ النص سے ثابت ہے اور بطور انعام حاصل ہو سکتی ہے۔

چار نکاح

ایک مرتبہ گھر کی مجلس میں یہ پوچھ لیا گیا کہ حضرت نکاح چار میں ہی کیوں منحصر ہے پہلے تو فرمایا اگر پانچ یا چھ میں یہ حکم ہوتا تب بھی یہی سوال ہوتا، لھذا یہ امر شرعی ہوا، مگر پھر تفصیل سے حکمت بھرا جواب دیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہر عورت عام طور پر ایک ہفتہ مرد کے لئے جائز نہیں رہتی اسطرح مرد ہر دن مستفیذ ہو سکتا ہے

وسیع القلبی

ایک مرتبہ قاری صاحب مولانا فخر الحسن صاحب کے ساتھ کشمیر کی طرف گئے رات کچھ زیادہ ہو گئی تھی اور صاحب خانہ سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا حضرت نے فرمایا پاس میں ہی جماعت اسلامی کا دفتر ہے وہاں قیام کر لیتے ہیں مولانا فخر الحسن صاحب کچھ پس و پیش کرنے لگے مگر حضرت نے فرمایا مولانا وسیع القلب بنیئے اور پھر وہاں نہ صرف قیام کیا بلکہ ان حضرات کی بہت تعریف بھی کی۔

حضرت جب یہ واقعہ بیان کر رہے تھے مجھکو انکا دوسرا واقعہ بھی یاد آ گیا پٹنہ میں ایک اجتماع سے فرمانے لگے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چالیس دن کے لئے بستر لیکر نظام الدین چلا جائوں اور وہیں قیام کروں

بھگوڑا

میں انکے دالان میں بیٹھا باتیں سن رہا تھا فرمانے لگے جب میں بائیس سال کا تھا تو مجھ پر اہتمام کی ذمہ داری ڈالدی گئی میں تدریس کا آدمی تھا اہتمام میں دل نہیں لگتا تھا میں خاموشی سے تھانہ بھون مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے پاس چلا گیا ۔چند دنونکے بعد مہتمم صاحب نے کہلوایا حضرت اہتمام سے بھاگ کر یہاں محمد طیب آئے ہوے ہیں انکو بھجوا دیجیے۔ پھر خود ہی از راہ تفنن فرمانے لگے مجھے بھگوڑے کا خطاب مل گیا

خلافت

ایک مجلس میں فرمایا، مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سے کسی نواب صاحب نے سوال کیا کہ حضرت آپ سیاست میں کیوں شریک نہیں ہوتے اور خلافت کے لئے آگے کیوں نہیں بڑھتے۔ فرمایا مجھے آجکل کی سیاست میں یقین نہیں ہے خاصکر اس جمہوری نظام میں شبہ ہے کہ دھوکہ ہو سکتا ہے نواب صاحب نے فرمایا کہ ہم آپکو خلیفہ تسلیم کرتے ہیں آپ سیاست میں حصہ لیجیے، آپ نے بہت ہی حکمت بھرا جواب عنایت فرمایا کہ میں اگر خلیفہ بنا تو اختیارات تو میرے پاس نہیں بلکہ عوام کے پاس ہونگے میں کوئی شرعی بات بتائوں گا اور پبلک اپنے ووٹ سے اسے رد کر دے گی۔ واقعی جمہوریت اور خلافت کا یہی فرق ہے۔ جو چند لفظوں میں بتلا دیا

دادی سے ملاقات

ہماری دادی صاحبہ حضرت کی خالہ ہوتی تھیں۔ اتنی مصروف شخصیت ہونے کے بوجود دادی صاحبہ سے اکثر ملنے ہمارے گھر تشریف لاتے [کیونکہ دادی صاحبہ ہمارے گھر رہتی تھیں] اور بہت سے نصیحت بھرے واقعات سناتے تھے۔ دادی صاحبہ کو بھی ہنسنے پر مجبور کر دیتے۔۔ انہوں نے محبت میں فرمایا ارے بہت کمزور ہو گئے ہڈیاں نکل آئیں فرمایا خالہ کیا جوانی لوٹوا رہی ہیں۔ اور پھر انکا واقعہ بتاتے کہ میں کچھ سلوانے کے لئے خالہ کے پاس گیا تو انکی پھوپو نے کہدیا اب اسکی پور قاضی میں شادی ہونے والی ہے انگلیاں خراب نہ ہو جائیں اسلئے اب یہ نہیں سیتی۔ فرماتے خالہ اپنی شادی کی وجہ سے سلائی بند کر دی تھی آپ نے دادی روایتی شرماہٹ سے جواب دیتیں میں نے تھوڑا ہی کہا تھا اور پھر پوری محفل مسکراہٹوں سے بھر جاتی۔

قران سب سے ضروری

یہ بات حضرت قاری طیب صاحب نے پھوپا سلطان کے کے گھر جب فرمائی جس وقت صفیہ اور سفیان صاحب کی شادی ہو رہی تھی شادی سے ایک دن پہلے سب پھوپا سلطان صاحب کے گھر بیٹھے ہوے تھے قمر بھائی نے ایک فہرست حضرت کے سامنے رکھ کر کہا کہ حضرت یہ صفیہ کے استعمال کے لئے کچھ ضروری اشیاء کی فہرست ہے [جہیز نہیں ہے] قاری صاحب نے ایک نظر فہرست پر ڈالی اور فرمایا اس فہرست میں قران مجید شامل نہیں اسکو کیوں نہیں لکھا قمر بھائی نے کہا حضرت قران موجود ہے مگر تقدسا نہیں لکھا کیونکہ وہ استعمال کی چیزوں میں شامل نہیں کیا جاتا حضرت نے فوراجوادیا قران کو تقدسا نہیں تبرکا لکھو اور سب سے اوپر لکھو یہی سب سے ضروری چیز ہے۔ میں سوچتا رہا واقعی نیک آدمی کی یہی پہچان ہے کہ وہ ہر لمحہ اور ہر معاملہ میں اسلام کو مقدم رکھتا ہے اور یہی بات حضرت قاری صاحب میں بدرجہ اتم موجود تھی

پرانی روایات

خاندان میں بڑے میرے والد صاحب ہی تھے جب مولانا سفیان صاحب سے صفیہ صاحبہ کا رشتہ لینے حضرت قاری طیب صاحب اور مولانا سالم صاحب وغیرہ تشریف لائے تو انکے والد صاحب [پھوپا سلطان صاحب] سے تو بات چیت ہوئی مگر خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوے فورا میرے والد صاحب سے یہ قاری صاحب نے یہ کہکر پوچھا کہ سعید میاں [عرفان کے علاوہ بچپن کا نام] آپکی اجازت ہے والد صاحب نے بھی بہت اچھا جواب دیا فرمایا ہمارے پورے خاندان کے

بڑے تو آپ ہی ہیں لہذا جیسا آپ حکم فرمائیں ہم عمل کریں گے۔ میں سوچ رہا تھا کہ پرانی روایات میں کتنا ادب واحترام ہے جواب مشکل سے ملتا ہے۔

دیگر اساتذہ کے واقعات

تعارف مولانا سالم صاحب

تاریخ پیدائش۔۔۔

سرپرستی

میں نے سرپرستی میں نام قاری طیب صاحب کا لکھوادیا

[بجائے اپنے والد صاحب کے] جو یقیناچھوٹا منہ بڑی بات تھی کچھ ماہ ایسے ہی چلتا رہا ایک دن منشی عزیز صاحب نے مجھکو بلوالیا[جو ناظم تعلیمات جناب میاں صاحب۔ کے پی اے تھے]اور کہا انکی طرف سے پرچہ لائو۔ اب مجھے بھی ہوش آیا ۔حضرت قاری صاحب تھے نہیں میں فورا مولانا سالم صاحب کے پاس گیا وہ بڑی شفقت سے میری بات سنتے رہے اور مسکرتے رہے اور پھر بلا تامل حضرت قاری صاحب کی جانب سے ایک پرچہ سرپرستی کا لکھدیا۔۔

پانچ منٹ

مولانا سالم صاحب کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ تھی کلاس میں پانچ منٹ کے اندر آجاتے تھے پانچ منٹ سے زیادہ طلبہ کو انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔ دوسری خصوصیت یہ تھی طلبہ سے نہایت مختصر اور سنجیدہ گفتگو کرتے تھے

اکیاون نمبر

اختبار شفاہی[یعنی زبانی تقریر]کا امتحان تھا حضرت مولنا سالم صاحب کا فرمان تھا کہ اس امتحان میں طلبہ کا کونفڈنس چیک کیا جاتا ہے مجھکو انکے مزاج کا اندازہ تھا۔ سوال آیا لوکان فیہما آلہہ الا اللہ پر تقریر کیجیے میں نے بھی جو سب طلبہ کو رٹی ہوئی ہوتی ہے وہی تقریر کردی لیکن مجھے خود تشفی نہیں ہوئی کہ میں نے کوئی نئی بات تو نہ کہی مولانا نے تقریر سنی اور شاید مطمئین بھی ہوے فرمایا اب آپ جاسکتے ہیں آپکا امتحان ہو گیا اچانک مجھے خیال آیا اور برجستہ کہا حضرت اسکی دوسرے انداز سے بھی تشریح ہو سکتی ہے۔ سوال کا جواب ختم ہو چکا تھا اگر وہ چاہتے تو فرمادیتے نہیں اب جایئے مگر انہونے کمال شفقت سے مسکرا کر فرمایا چلیے وہ بھی کر دیجیے۔ میں نے جلدی سے ایک تقریر دل ہی دل میں مرتب کی اور اسکو پیش کر دیا۔ جسکا خلاصہ کچھ اس طرح تھا۔ کہ سوشل سائنس اور پولیٹکل سائنس کے اعتبار سے حدیث میں ایک حکم ہے کہ اگر ایک ساتھ دو حاکم ہوں تو بعد والے کو فورا قتل کر دینا چاھیئے تو جب دنیا کے نظام میں یہ معاملہ ہے تو کائنات کے نظام میں تو بدرجہ اولی ہونا چاہیئے۔ مولانا شفقت سے مسکرائے اور پچاس میں سے اکیاون نمبر دیے۔

مولانا ارشد مدنی صدر جمعیۃ العلماء ہند

آپ تراویح میں قران بہت اچھا پڑھتے ہیں

مولانا ارشد صاحب کے چند واقعات

بستر بند

اعلی اخلاق کا ایک واقعہ ۱۹۶۸ء میں مولانا ارشد مدنی کے ساتھ یہ ہوا کہ میں شہر گیا سے مولانا ارشد مدنی صاحب کے ساتھ پٹنہ آرہا تھا سبزی باغ میں میرا گھر تھا ایک گلی میں رکشہ کسی وجہ سے رک گیا میں اٹیچی اٹھا کر دروازہ پر سامان رکھ کر دوبارہ آنا چاہتا تھا تاکہ بستر بند بھی لیکر جائوں۔ کچھ دیر بعد پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں کہ مولانا میرا بستر بند کندھے پر رکھ کر پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ میں کافی شرمندہ سا ہوا اور بے حد متاثر بھی ہوا،

شکار

موصوف شکار کے بہت شوقین ہیں ایک مرتبہ شکار جیسے ہی جھیل میں گرا ہم لوگ ابھی سوچتے ہی رہے وہ شیروانی سمیت جھیل میں کود گئے اور ہم انکی پھرتی پر آفریں کرتے رہے۔

مفہوم کا فرق

جب گیا میں مولانا ارشد صاحب اور مولانا عثمان صاحب استاذ تھے اور میں پڑھ رہا تھا تو ایک مرتبہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوے انمایُعَمّرُ مساجد اللہ [تشدید کے ساتھ] کہدیا اسوقت متنبہ کیا گیا تو ہنس کر فرمانے لگے مفہوم تو ایک ہی ہے [کیونکہ ایک قرات یہ بھی ہے] جب میں نے انکو تجوید سے قران سنایا تو بہت سختی سے سنتے تھے بس یہ بھی انکا ایک انداز تھا

میرے بہت ہی قریب ترین معزز ترین استاذ اور رشتہ دار

حضرت مولانا عثمان صاحب منصور پوری

قدوری

میرے ابتدائی استاذ بھی ہیں اور رشتہ دار بھی پہلے دن ہی جناب نے ایک جملہ کہا مجھ کو مولانا یا استاذ صاحب مت کہو بلکہ بھائی عثمان کہو میں آج تک انکو یہی کہتا ہوں بڑی شفقت محنت اور پورے رعب سے ابتدائی تعلیم پڑھائی۔ اور بنیادیں بہت مظبوط کر دیں جسکے لئے آج تک میں مشکور ہوں میں مولانا رشید [مولانا عثمان صاحب کے ہم زلف اخلد کے والد] صاحب کو قدوری [فقہ کی کتاب] کا امتحان دے رہا تھا شاید پہلا سوال قدوری کے معنی ہی تھے۔ مجھکو معنی معلوم تھے مگر میں سوال سمجھ نہیں پایا بھائی عثمان دور سے فرماتے ہیں ارے انہونے تو ہانڈی ہی پھوڑ دی [قدوری کے معنی ہانڈی کے ہیں] انکا شفقت بھرا یہ انداز بہت اچھا لگا۔

کھانا

گیا کے مدرسہ میں کھانا انتظامیہ کے ذمہ تھا۔ مگر جب بھابھی آگئیں تو پھر بھائی عثمان گھر سے دوپہر کو دھوپ میں میرا اور اپنے بھائی داود مرحوم کا کھانا خود لاتے تھے۔ ہم لوگ کہتے کہ ہم جاکر کھانا لے آئیں گے فرماتے وقت نہ ضائع کرو جانے آنے کا وقت بچا کر پڑھائی کرو۔ ایسی قربانی دیکھکر شرمندہ ہو کر پڑھنا ہی پڑتا۔ بھائی اور استاذ کے رشتہ کو نہایت اعتدال سے آج تک بحسن خوبی نبھا رہے ہیں۔

والدہ کی خدمت

میں پٹنہ رہتا تھا اور گیا میں پڑھتا تھا ایک مرتبہ والد صاحب نے ایک دو دن کے لئے روکنا چاہا قاری عثمان صاحب نے فرمایا اسکا نقصان ہو گا میں ساتھ ہی گیا لے جا رہا ہوں۔ مگر جب میری والدہ کی طبعیت کافی خراب ہوئی تو خود ہی فرمایا کہ لمبی چھٹی لیکر جائو۔ جس سے مجھ کو یہ فائدہ ہوا کہ کئی ماہ تک مجھ کو اپنی والدہ کی خدمت کا موقع مل گیا اور الحمدللہ کافی دعائیں حاصل کی

مفتی محمود صاحب مفتی اعظم دارالافتاء

بخاری ثانی کے میرے استاذ۔۔ متقی پرہیز گار۔ بذلہ سنج۔

مفتی محمود صاحب کے بارے میں مولانا انظر شاہ صاحب فرماتے میں انکی فقاہت سے بہت خوفزدہ رہتا ہوں۔ مختصر جملوں میں بہت بڑی بڑی باتیں کہتے تھے

تیرناڈوبنا

دو فریقو نکا طلباء میں تنازع ہوا پھر حضرت مہتمم صاحب کی صدارت مِن جلسہ ہوا طلبہ کو تمام اساتذہ نے نصیحت فرمائی آپکی نصیحت کا انداز بالکل پر یکٹیکل تھا۔ جلسہ عام میں سپیکر پر آکر تمام طلبہ کی نمائندگی کرتے ہوے انکی جانب سے بھری مجلس میں مطلبہ کے رویہ کی معافی مانگ لی۔ اساتذہ اور طلبہ سب دم بخود رہگئے۔ اور میں نے اعلی ظرفی کی اس مثال کو اپنے ذہن میں بٹھالیا۔ میرے ساتھ منصور پور گئے اور فرمایا تقریر کرو۔ رمضان میں انکے ساتھ اعتکاف کیا۔ رات کو تہجد مجھ سے پڑھواتے۔ افطاری میں پیاز اور لہسن کی چیز مسجد میں نہ آنے دیتے فرماتے فرشتونکو بدبو آتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مہتمم صاحب کے ساتھ کہیں سفر کر رہے تھے راستہ میں ایک جھیل نظر آئی حضرت مہتمم صاحب نے ازراہ مذاق پوچھا جناب کیا آپکو تیرنا آتا ہے مفتی صاحب نے برجستہ جواب دیا مجھ کو توڈوبنا بھی نہیں آتا

[مراد علم کی گہرائی میں ڈوبنا تھا]

مولانا فخر الحسن صاحب، شیخ التفسیر وصدر مدرس

انکی سادگی اور محبت کے چند واقعات۔

مولوی رفعت کے بھائی کی شادی تھی دعوت ولیمہ چل رہا تامیں مولانا فخر الحسن صاحب کو لینے گیاوہ میرے ساتھ چل تو رہے تھے مگر ڈگمگا رہے تھے کیونکہ انکے پیروں میں بالکل طاقت نہیں رہی تھی مجھے بھی احساس ہوا کہ حضرت صرف اخلاقامیری وجہ سے جارہے ہیں میں نے فوراروک دیااور کہا کہ میں آپکا کھانا بھجواتا ہوں آپ مت جایئے فرمانے لگے آپ مجھے لینے آئیں ہیں یہ اچھا نہیں لگتامیں نے کہا آپ کا اعلی اخلاق ہے لیکن مجھ سے بھی بداخلاقی کی امید مت رکھیے

لحاظ

حضرت نے مجھکو ایک چھوٹے سے مدرسہ میں شاملی[مظفر نگر] بھیج دیا شاملی بھیج دیاوہاں میرا بالکل دل نہیں لگا کچھ عرصہ بعد میں واپس آگیا شاملی سے کچھ لوگ مجھے واپس لینے کی لئے آئے حضرت نے انکو کچھ نصیحتیں فرمائیں اورواپس بھیج دیاان لوگون نے کہامولانا بلال صاحب کو بلا کر بات کی جائے اور انکی خواہش پوچھ لی جائے مگر مجھکو نہیں بلایا تاکہ میں حضرت کے لحاظ میں جانے پر مجبور نہ ہو جائوں

دعاء

انکے اخلاق بلکہ سادگی کا ایک اور واقعہ ہے کہ قران خوانی ہو رہی تھی [غالبا منصور پور کی کسی شخصیت کا انتقال ہو گیا تھا]۔ مولانا فخر الحسن صاحب کے برابر میں مولانا اسعد صاحب بھی بیٹھے تھے ایک جانب انکی صاحبزادگییت کا احترام دوسری جانب وہ خود مولانا کے استاذ۔ اس مخمسہ کے نتیجہ میں مولانا فخر الحسن صاحب نے مولانا اسعد صاحب سے پوچھا کیا آپ دعا فرمائیں گے [مقصد تھا کہ دعاء کرا دیجے مگر بحیثیت استاذ واضح طور پر نہیں کہنا چاہتے تھے] مولانا اسعد صاحب نے برجستہ جواب دیا ہاں ضرور دعاء کروں گا اور محفل لالہ زار ہو گئی میں انکی سادگی سے متائثر ہوے بنا نہیں رہ سکا۔

مولانا نصیر الدین خاں صاحب نائب مہتمم

انکے چند واقعات

حکمت عملی

میرے ایک دوست دلشاد اور رفعت صاحب کی ڈاکٹر اختر سے ٹھن گئی ایک دن دلشاد میاں سے انکا جھگڑا ہوا دلشاد میاں مجھ کو کتابیں پکڑا کر چلے گئے انکے دشمنوں کا تقریبا پورا ٹولہ مجھ سے تنازع کرنے آ گیا [دراصل میں لڑائی بھڑائی کا آدمی نہیں تھا مگر معاملہ سر پر آ گیا تھا بہر حال] ابھی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ دفتر اہتمام کی گیلری کا دروازہ کھلا اور پھر مولانا نصیر صاحب کی کڑکدار آواز آئی یہاں کیا ہو رہا ہے کیوں سب جمع ہیں سب منتشر ہو جائیں [دراصل انہوں نے بھانپ لیا تھا میں تنہا ہوں اور یہ پورا ٹولہ کچھ گڑبڑ کرنے آیا ہے] موصوف نے بڑی حکمت عملی سے مجھے اس لڑائی بھڑائی سے بچا لیا

بر والدین

آپ میرے ہی محلہ میں رہتے تھے ایک دن مجھ سے کہنے لگے اپنے والد کی خوب خدمت کیا کرو وہ مجھ سے تمہارے متعلق مصر جانے کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ اسطرح بر والدین کا سبق سکھا دیا

کام یا نام

ایک مرتبہ امتحانی پرچہ میں اپنا نام لکھنا بھول گیا۔ ہنس کر فرمایا کوئی بات نہیں نام ضروری نہیں کام ضروری ہے [گویا میں تمہارے پرچہ کو پہچان لوں گا] میں انکے اس شفیقانہ انداز سے بہت متاثر ہوا

استاذ عزیز صاحب بی اے کی شفقت

موصوف کو جب معلوم ہوا کہ مجھکو انگریزی کا شوق ہے تو میرے کمرے میں خود آکر پڑھاتے تھے اور میں شرمندگی کے ساتھ پڑھتا تھا اور سوچتا تھا استاذ کیا باپ سے بھی زیادہ شفیق ہوتے ہیں

استاذ مولانا حامد صاحب کا شفقت بھرا مشورہ

مفتی عبد الرزاق صاحب بھوپال سے دارالعلوم آئے مولانا حامد صاحب نے فورا مجھ کو بلا بھیجا کہ بھوپال جاکر پڑھائو اور مفتی صاحب سے مجھ کو مفتی صاحب کی تربیت میں دینا چاہا[مگر مجھے ابھی مزید پڑھنا تھا]میں نے کہا حضرت میں آپکے یہاں بخاری بھی پڑھائوں گا تو بہت آزادانہ انداز سے۔ مولانا حامد صاحب نے فرمایا آپ بھوپال جائیں تو آپکا دل لگ جائے گا۔ مگر اتفاق سے میں مالیر کوٹلہ چلا گیا

مولانا عبد الاحد صاحب کی شفقت

بالکل اسی طرح مجھ کو جماعت وغیرہ کی کتابیں پڑھتا دیکھ کر حضرت مولانا عبد الاحد صاحب جو ابو داود کے استاذ تھے [دوست احباب انکو مولانا ہانپڑ کہا کرتے تھے کیو کہ وہ ہر جملہ میں یہ لفظ بولتے تھے انہوں نے]بہت مشفقانہ انداز سے مجھ کو رطب یابس سے دور رکھنا چاہا۔ وہ مسلک کے بہت پختہ تھے مجھ سے فرمایا کہ آگرہ میں ایک جگہ ہے وہاں پڑھانے چلے جائو اور اپنے مسلک کے متعلق بتائو جماعت کا رد کرتے رہو مگر میری قسمت میں مالیر کوٹلہ میں مفتی ہلال صاحب کی شخصیت سے مستفیذ ہونا لکھا تھا۔ تو میں سنہ ۷۵ میں وہاں چلا گیا

مولانا وحید الزماں صاحب شیخ الادب کی حوصلہ افزائی

ہر طالب علم میں کونفیڈنس بڑھاتے تھے اور حوصلہ دیتے تھے۔ میں نے بھی ان سے بہت کچھ سیکھا عربی جدید کی جانکاری انکی ہی مرہون منت ہے۔ روزآنہ شام کو ہم آٹھ چنندہ لڑکے مولانا کے ساتھ ٹہلنے جاتے [اسمیں مولوی عبد الستار، مولوی عتیق بستوی، مولو عبد الباری، مولوی نعیم، مولوی عبد الرزاق جیسے آج کے نامور شخصیات تھے، ہم عربی گفتگو سیکھتے] اور مولانا کی کتاب :القرائۃ الواضحہ: پڑھتے، بہت اچھے انداز سے تربیت فرماتے، میں بہت دبلا پتلا تھا اور کولائٹس کا مریض بھی تھا فرمایا دوڑ لگائو۔ میں اپنی بیماری کی وجہ سے جھجکا فورا حوصلہ افزائی کی۔ اور پھر جو میں دوڑا تو تمام آٹھ ساتھیوں سے آگے نکل گیا۔ بہت تعریف کی اور صلاحیتو نکو استعمال کرنے پر نصیحت فرمائی گویا تم میں صلاحیت ہے استعمال کرنے کی

بات ہے۔ اندازہ ہوا اندر کی صلاحیت کس طرح ابھاری جاتی ہے، ہر جمعرات کو عربی میں پروگرام ہوتا تھا میں اپنے حلقہ کا مراقب [سپروائزر] تھا تیز بارش ہو رہی تھی کوئی نہیں آیا تھا بس اتفاق سے صرف ایک لڑکا لئیق اللہ میر ٹھی [جو آجکل جدہ ریڈیو میں ڈائریکٹر ہیں اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے چکے ہیں] تقریر کر رہا تھا اور میں انکی تصحیح کر رہا تھا۔ جناب دیکھتے رہے اور پھر ایک دوسرے موقع پر فرمایا فوقَ بلال، [یعنی بلال سبقت لے گیا]۔ وہ کونفڈنس دکھلانے پر بہت خوش ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ عربی کا میگزین نکالنا تھا۔ فرمایا کو اسکی ذمہ داری کون لیگا۔ مجھ سے بھی تیز لڑکے مولانا عتیق مولانا عبد الستار صاحب وغیرہ بھی موجود تھے مگر کسی نے حامی نہیں بھری سب خاموش رہے [صلاحیتیں سب میں تھیں مگر سب تکلف کر رہے تھے] سب کی خموشی پر مولانا کے چہرہ کا رنگ بدلنے لگا [کیونکہ بہت جلد غصہ آجاتا تھا] میں نے جلدی سے آگے بڑھکر کہدیا کہ اگر یہ لوگ آگے نہیں آتے تو میں حاضر ہوں بہت خوش ہوے اور بہت تعریف کی اور فرمایا ایسی ہی ہمت ہونی چاہیے کمرے میں جاکر مولوی فخر الدین سے کہا یہ لڑکا ضرور ترقی کرے گا۔۔۔۔۔ انکے کچھ خاص اصول تھے کوئی غلط لفظ انکے سامنے نہیں بولا جاسکتا تھا۔ ایک ساتھی نے طلبہ [ط کے پیش کے ساتھ] کہدیا فوراً غصہ ہوگئے اور فرمایا اب طلبہ {ظ کے زیر کے ساتھ] بھی کہدو۔ موصوف صفائی پسندی، صاف گوئی، وقت کی پابندی۔ ایفاء وعدہ پر بہت زور دیتے تھے۔ ایک مرتبہ میں تکرار کر رہا تھا اور بخاری پر مسلم شریف کو چند وجوہ سے فوقیت دے رہا تھا میں بتا رہا تھا کہ مسلم شریف میں ایک ایک موضوع پر ترتیب سے احادیث موجود ہیں پر خلاف بخاری شریف کے حضرت فوراً رک گئے اور توجہ سے سنتے رہے اور ایک دن تطبیق احادیث پر گفتگو فرمائی

مولانا خورشید صاحب کا خصوصی لہجہ کا درس

آپ نہایت مشفق اور برادری کو نبھانے والے بہت ہی شستہ اور سلیس لہجہ میں درس دینے والے استاذ تھے۔ میں رمضان کی چھٹیوں میں بنگلہ دیشی مال کے سوئٹر جامع مسجد کے سامنے کھڑے ہو کر بیچا کرتا تھا۔ مولانا خورشید صاحب اور مولانا وحید الزماصاحب آکر حوصلہ افزائی کرتے۔: شب معراج پر دس دلائل: انکی معلومات سے بھرپور تقریر بہت مشہور تھی ہم اس زمانہ میں بڑا والا ٹیپ ریکارڈ لا کر ریکارڈ کرتے۔ عراق اور کویت کی جنگ کے وقت یہ آیت کافی زباں زد تھی۔ لا تتخذوا لیہود و النصاری اولیاء۔ جناب نے اس آیت میں اولیاء کا صحیح مفہوم ذہن نشین کرایا ولی کے معنی رازدار دوست یا گارجین بتائے جسکی وجہ سے بہت سوں کے شبہات

[سعودیہ اور امریکہ] کی دوستی کے رفع ہوگئے [تفصیل مناسب نہیں]

مولانا ریاست علی صاحب کی نظر انتخاب

مولانا ریاست صاحب سے میرے گھریلو اور مالی حالات چھپے ہوے نہیں تھے، اسی زمانہ میں مولانا سے قاری اخلاق صاحب نے مولانا سے عربی نحو صرف کی ایک ایسی کتاب کی فرمائش کی جسمیں مثالیں قرانی آیات کی ہوں مولانا ریاست صاحب کی نظر انتخاب مجھ پر پڑی مجھے حکم دیا کہ ایسا کتابچہ لکھو میں کتابچہ لکھتا رہا اور ہر دو دن بعد اسکی تصحیح انسے ہی کرواتا رہا گویا پوری کتاب انکی ہی لکھی ہوئی ہو گئی مگر قاری اخلاق صاحب سے دو سو روپے مجھکو دلوائے میں دل میں کافی

شرمندہ بھی ہوا مگر ضرورت مند بھی تھا مولانا نے میری خوداری کو برقرار رکھتے ہوے بڑی خوش اسلوبی سے میری مدد فرمائی جس سے مین بہت متاثر ہوا اور سلف کے واقعات یاد آ گئے۔

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

ابھی میں اس کتابچہ کی پروف ریڈنگ کر ہی رہا تھا کہ اطلاع آئی کہ مولانا ریاست صاحب کا انتقال ہو گیا

چند دن پہلے میں ان سے ملاقات کر کے آیا تھا بلکہ اپنی لکھی ہوئی سیاسی کتاب اور اشعار کی کتاب کا مسودہ دیکر آیا تھا تاکہ اسپر مقدمہ لکھدیں، کافی دیر گفگو رہی کلیات کا شف مجھ کو عنایت کی دارالعلوم کے اس قانون پر شاکی تھے کہ اساتذہ کے باصلاحیت فرزندان کی خدمت سے خود دارالعلوم محروم ہے۔ کیا معلوم تھا کہ یہ آکری ملاقات ہو گی۔ سچ ہے کل شئی ھالک الا وجہہ۔ اللہ تعالی انکو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، آمین

دارالعلوم کی وہ شخصیات جو میرے استاذ نہیں تھے مگر تعلق تھا

حضرت بھائی جی کے دستخط

حضرت بھائی جی بہت پرنے استاذ تھے اتنے پرانے استاذ کہ صد سالہ جلسہ میں موصوف نے ہی حضرت قاری طیب صاحب کی دستار بندی کی تھی بہت بزرگ شخصیت تھے۔ گوشہ نشیں انسان تھے۔ کمرہ سے باہر بھی کم نکلتے تھے عمومی معاملات میں دخیل نہیں تھے۔ وہ میرے کسی کتاب کے استاذ تو نہیں تھے مگر میں انکی بزرگی سے بہت متاثر تھا اور ان سے تبرک سمیٹنا چاہتا تھا۔ وہ کسی طالب علم کی سند پر دستخط تک نہیں کرتے تھے۔ مجھکو معلو نہیں کیا سوجھی کہ میں ان سے اپنی

سند پر دستخط ضرور لونگا۔ اور جا کر کہہ بھی دیا کہ حضرت میں دستخط لینے آیا ہو جبکہ آپ کسی کی سند پر دستخط نہیں کرتے۔ فرمایا پھر کیوں آیا ہے میں نے کہا حضرت کسی کے در پر کوئی آئے تو اسکی فرمائش رد نہی کرتے۔ یہ سننا تھا کہ اتنی بڑی شخصیت فورا مان گئی اور فورا دستخط کر دیے میں تو حیرت زدہ رہگیا۔ اور باہر آکر ساتھیوں کو بتایا جلدی سے کسی کو یقین نہیں آیا اور سب کہنے لگے تم بڑے خوش قسمت ہو در حقیقت یہ ان کی بزرگی اور اعلی ظرفی کی دیرینہ مثال تھی

مولانا اسعد صاحب مدنی

مولانا مدنی کی شخصیت مختلف شعبہ ہائے زندگی کو محیط اور ملک و بیرونِ ملک میں رہنے والے مسلمانوں کی دینی، ملی رہنمائی، دعوت و تبلیغ، روحانی تربیت سب ان کا محور تھیں۔

کانگریس ورکنگ کمیٹی

،راجیہ سبھا کی ضوابط کمیٹی

، سرکاری یقین دہانی کمیٹی

، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کورٹ

،رابطہ عالم اسلامی مکۃ المکرمہ

، مجمع البحوث الاسلامیہ قاہرہ

،مؤتمر اسلامی تیونس

، مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند

،جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد

،مرکزی وقف کونسل

،اردو کونسل، ہمدرد ٹرسٹ

،مرکزی حج کمیٹی کے رکن

مسلم پرسنل لا بورڈ

آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے بانی ارکان میں سے

مولانا اسعد صاحب کے ساتھ کے چند واقعات

روایت حفص

مولانا اسعد صاحب کے یہاں رمضان میں دور چل رہا تھا مولانا اسجد میاں اور مولانا ارشد صاحب دور کر رہے تھے جب یہ لفظ آیا کلتا الجنتین تو مولانا نے حفص کی روایت چھوڑ کر کلتا [الف کے ساتھ] الجنتین پڑھدیا جبکہ مولانا اسجد صاحب نے معمول کے مطابق بروایت حفص: کلتل جنتین : پڑھا مولانا اسعد صاحب نے فورا فرمایا قاری عثمان صاحب فیصلہ کریں کون سی قرات صحیح ہے وہ غالبا میرے پارے پر نظر رکھے ہوے تھے اور میری نگرانی کر رہے تھے وہ جلدی سے دالان میں آئے اور فرمایا کہ مولوی اسجد نے صحیح پڑھا ہے جسپر ایک اچھا مکالمہ ہوا مولانا ارشد مدنی بولے تثنیہ کے صیغہ کا پتہ کیسے لگے گا؟ اسپر بھائی [مولانا] عثمان صاحب نے جواب دیا تکلم سے۔ غالبا مولانا عثمان صاحب کا موقف تھا کہ جب کوئی ایک قرائت پڑھی جارہی ہے اچانک دوسری قرائت کی طرف آنا مناسب نہیں مولانا ارشد صاحب کا موقف یہ تھا جائز تو یہ بھی ہے۔

مولانا نور اللہ صاحب

گیا کے مدرسہ میں تشریف لائے ایک جلسہ کا پروگرام تھا پھلواری شریف سے مولانا منت اللہ صاحب کے بڑے بھائی مولانا نور اللہ صاحب [جو جمعۃ العلماء بہار کے صدر تھے وہ] گیا آرہے تھے۔ مولانا اسعد صاحب فرمانے لگے انکو اسٹیشن کون لینے جائے گا ایک لڑکا خالد [جواب اسجد صاحب کا رشتہ دار بھی ہے] کھڑا ہوا مولانا نے برجستہ کہا کہ انکو پہچانتے ہو وہ بہت موٹے سے ہیں نا؟ [حالانکہ وہ بہت دبلے پتلے تھے] سب ہنس پڑے اور پھر ہنس کر ہم سب کی طرف دیکھا آخر کار میں مدرسہ کی گاڑی لیکر انکو لینے گیا۔

پکنک

منصور پور میں آموں کی دعوت تھی سب لوگ آم کھا بھی رہے تھے اور ایک دوسرے پر پھیک کر کھیل بھی رہے تھے ہم لوگونے سوچا مولانا کو کیسے شریک کیا جائے ہم میں سے ایک نے آذان دینا شروع کر دی تا کہ نماز کے لئے کمرہ سے باہر آئیں وہ سمجھ گئے اور لنگی پہن کر پہلے ہی باہر آتے ہوے کہنے لگے کہ وقت سے پہلے آذان تو نہ دو میں آرہا ہوں تیار ہو جائو اور مولانا وحید الزماں صاحب سے مزاح کا آغاز کیا۔ اور ہم سب نے دیکھا کہ محفل میں مہذب مذاق بھی سنت نبوی پر عمل ہے

تہجد

میں تہجد میں قران سنا رہا تھا مولانا عثمان صاحب سن رہے تھے کافی دیر ہو چکی تھی سحری کا وقت قریب تھا مولانا اسعد صاحب تشریف لے آءے اور فورا حکمت عملی سے مولانا عثمان صاحب کو اوپر بھیجا اور مولانا ارشد صاحب نیچے تہجد پڑھانے لگے اسطرح ایک وقت میں دونوں پارے مکمل ہو گئے مولانا کی حکمت عملی بر وقت کام

مولانا زبیر صاحب

اختتام پر لوگوں کو رونا آنے لگا اور کچھ حضرات کی پیچھے سے آوازیں آنے لگیں پیچھے مولانا زبیر صاحب[مدرس دارالعلوم] کھڑے تھے سب کو سختی سے ڈانٹا رونے کی خود سے تحریک مت اٹھایئے یہ ناجائز ہے۔ اور ایک مسئلہ سامنے آیا کہ اگر کوئی باارادہ روئے تو یہ مکروہ ہے

[۲۰] بہر حال پٹنہ میں شفقت سے سر پر ہاتھ رکھتے ایک بار چابی لیکر میں مسجد چلا گیا تو والد صاحب کے ساتھ مسجد تک آئے اور دیکھا کہ اسی مسجد میں مجھے تراویح پڑھانی ہے۔ دہلی میں جب جامعہ ملیہ میں تھا تو میری انگریزی تعلیم کے بارے میں پوچھتے جب مدینہ طیبہ آیا تو وہاں ملاقات کر کے بڑی شفقت سے خانجہاں پور والونکی خیریت بتاتے رہے

مولانا اسلم صاحب

رشتہ داری کو نبھانا

میں اکثر مولانا اسلم صاحب سے مذاق کرتا رہتا تھا کہ آپ نائب مہتمم کب بن رہے ہیں برا نہیں مانتے بلکہ ہنس کر کچھ نہ کچھ جواب دیتے مولانا اسلم صاحب کے آفس میں [جب وہ ناظم برقیات تھے] میں داخلہ کے لئے بیٹھا رہا فارم وغیرہ جناب مولانا عثمان صاحب لیکر آئے اور پھر مولانا سلم صاحب ہی مجھ کو میاں صاحب کے پاس خود لیکر گئے اور داخلہ کی کاروائی پوری کروائی۔ یہ انکی رواداری اور رشتہ داری نبھانے کا انداز تھا۔

مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی صاحب

آپکی شخصیت خود خانوادہ علمی کی گواہی دیتی ہے۔ موصوف مالیر کوٹلہ پنجاب کے سرکاری مفتی تھے اور اب صدر مفتی دارالعلوم ہیں۔ دھیمی آواز والے ہیں اور دھیمی طبیت کے مالک ہیں مگر اپنے مسلک پر پختہ۔ میں نے جناب کے ساتھ کام کیا ہے بالکل بڑے بھائی اور دوستوں کی طرح میرے ساتھ رہتے تھے مجھ کو تصوف کی پیچیدہ وادیوں سے نکال کر جدید انداز کی طرف لیکر آئے بے شمار کتابون کے مصنف اور اچھے مقرر ہیں

انکی معیت کے بے شمار واقعات مجھ سے منسوب ہیں

مدد

ایک مرتبہ مولانا بدر عالم مہاجر مکی مدنی کے صاحبزادہ جناب آفتاب صاحب اور مفتی عتیق لرحمن صاحب مالیر کوٹلہ تشریف۔لائے پھر ہم سب سرہند کی طرف روانہ ہوے راستہ میں چڑھائی تھی جناب آفتاب صاحب نے کچھ سامان مجھ کو دے دیا مجھ کو کولائٹس کی وجہ سے ڈاکٹر نے سامان اٹھانے کو منع کیا تھا۔ مفتی ہلال صاحب میرے پاس آئے اور سامان مجھ سے لیکر خود چڑھائی چڑھنے لگے میں نے بہت منع کیا فرمایا نہیں آپکی طبعیت ٹھیک نہین میرے انکار پر انکا اصرار غالب آگیا۔ میری نگاہون میں انکی عزت کا گراف بہت اونچا چلا گیا

دعوی دلیل

میرا ان سے اور انکے بچوں سے آج تک گھریلو تعلق ہے جناب کے گھر پر بڑی بے تکلفانہ گفتگو ہوا کرتی تھی اور اس میں بہت سے نکات سامنے آتے تھے ایک مرتبہ فرمانے لگے مولانا بلال صاحب قران واحد ایسی شئ ہے کہ خود ہی دعوی بھی ہے اور دلیل بھی۔

ایک گفتگو میں یہ بات آئی کہ اللہ کا کیلئے لوگ دلیل مانگتے ہیں ثبوت نہیں یہ بہت گہری بات ہے کیونکہ اللہ کی نشانیاں پورے عالم میں پھیلی ہوی ہیں اور دلائل مین اکثر فلسفی بھٹک جاتے ہیں۔

جب انکی چھٹی بچی کی ولادت ہوئی تو میں مٹھائی لیکر گیا فرمایا یہاں مالیر کوٹلہ والے تو بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بھی لڑکی ہوئی میں نے کہا حضرت آپ تو خوّش قسمت ہیں لڑکیوں کی تربیت کا موقع مل رہا ہے بہت خوش ہوے۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے میں نے اسامہ [انکے بھائی] کی صاحبزادی سے اپنے لڑکے کے متعلق بات چیت کی تو فورا فرمایا میں خود بات کرتا ہوں۔ میرے قلب کے آپریشن پر فون کرتے رہے، میری سیاسی کتاب کا مقدمہ لکھا اور بھرپور لکھا، میرے بچوں کو نصیحت کر رہے تھے چاہے سلفیت کا لٹریچر پڑھو یا دیوبندیت کا مگر دین کو پڑھو۔ میں نے فراز کے ولیمہ کی دعوت نامہ پر یہ آیت لکھی ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکماز واجا لتسکنوا الیہا۔۔الخ۔ بہت سراہنا کی اور خوش ہوے۔

دہلی کے دوران قیام چند قابل ذکر واقعات

ایک واقعہ جناب مولانا مسلم صاحب سے منسوب ہے

مسلم صاحب اور تعلیم عربی

مسلم صاحب دعوت اخبار کے اڈیٹر تھے اور جماعت اسلامی کے عبقری ارکان میں سے تھے۔ میں فضیلت دارالعلوم کے بعد ایک کتاب؛ تعلیم عربی؛ لکھ رہا تھا جب اسکو چھپوانے کا مرحلہ آیا تو دہلی آنا ہوا۔ مسلم صاحب سے اسوقت تک میری بہت زیادہ ملاقات نہیں تھی۔ شاید دوسری ہی ملاقات تھی۔ کتاب کے چھپوانے کے مرحلہ کا ذکر کیا۔ جناب نے قلم کاغذ ٹیبل پر رکھا۔ اور فرمایا چلو میرے ساتھ اور جماعت کے دفتر [اسوقت چتلی قبر کے پاس دفتر تھا وہاں] سے پیدل چوڑی والان تک گئے اس وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی انہوں نے کاغذ وغیرہ خرید وا کر اور پوری راہنمائی فرما کر کہا کو آکر اطلاع دینا کہ کس مرحلہ تک کام پہونچ گیا۔ میں متحیر تھا کہ میری کوئی جان پہچان نہیں یہ شخص کتنا مصروف رہتا ہے مجھکو اتنے لگاؤ سے لیکر گئے جیسے انکے کسی قریبی شخص کا کام ہو۔ دوسرے دن جامع مسجد میں ملاقات کی اور پیار بھری ڈانٹ سے فرمایا تم سے میں نے ملنے کو کہا تھا کیوں نہیں آئے انکے خلوص میں سلف صالحین کی جھلک تھی

رواداری اکابرین کا حصہ،

وزارہ تعلیم کی جانب سے فارسی عربی میں پی، ایچ۔ڈی، کا ایک پروگرام جاری ہوا تھا میں نے مولانا قاسم نانوتوی صاحب کی سیاسی زندگی کا انتخاب کیا، اس موضوع پر جو مجھ سے انٹرویو ہو رہا تھا اس انٹرویو میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی بھی شریک تھے۔ بعد میں میں نے مولانا مفتی عتیق صاحب کو اپنے انٹرویو کے بارے میں بتایا اس وقت مولانا سعید صاحب بھی وہیں موجود تھے بتا رہے تھے کہ اہل دارالعلوم پر سبکی [متجسسانہ] نظر زیادہ رہتی ہے۔ مفتی عتیق صاحب اصحاب دارالعلوم کی اس مظلومانہ بے بسی کو بھانپ گئے اور گفتگو کا رخ موڑتے ہوے مجھ سے بہت شفقت سے فرمایا مولانا آپ جائیں میں گفتگو کرونگا۔ میں بڑے آدمی کے بڑے بن کو دیکھتا اور سمجھتا رہگیا

مولانا وحید الدین خاں کی نظر میں حرمت خنزیر

جمعیہ کے دفتر میں مولانا وحید الدین خاں صاحب سے ملاقات ہوتی تھی فرماتے پہلے خوب مطالعہ کرو پھر لکھو ایک دن مولانا قاسم صاحب کی مسجد میں مولانا وحید الدین خاں سے خنزیر کی حرمت پر گفتگو ہوئی انکا نظریہ یہ تھا کہ اسکا صرف گوشت ناپاک ہے بال وغیرہ کو استعمال کیا جاسکتا ہے [اب معلوم نہیں کیا نظریہ ہے] اسکی ناپاکی کا معاشرہ کے اعتبار سے پروپیگنڈہ زیادہ ہے۔ میرا نظریہ تھا کہ قران میں حرمت کے لئے وضاحت سے تو صرف چند چیزونکا نام لیا گیا ہے اسمیں سے سے خنزیر بھی ہے۔

مولانا حامد الانصاری غازی صاحب رکن مجلس شوری

گھنٹی بجانا

موصوف نے مجھکو مشورہ دیا کہ پرچہ سہ رنگ نہی بلکہ ہفت رنگ نکالو اور پھر قوس خزع کے رنگوں پر بست سے گفتگو کی اور بہتریں مشورہ دیا کہ جب بھی لکھو خوشخط لکھو اسکا بہت اثر پڑتا ہے۔۔ میں جب بمبئ گیا اور انکے گھر گیا تو گھنٹی بجانا بھول گیا انکی شفقت بھری تربیت کا اندازہ کیجیے فرمایا جائو دوبارہ باہر سے گھنٹی بجا کر آئو۔ مجھے اس تربیت مین مشفق حکیم کا اسلوب چھپا ہو نظر آیا۔ پھر مجھکو خلافت کے دفتر لے گئے اور وہاں حضرت قاری طیب صاحب کا ایک خطاب جو عید میلاد النبی کے سلسلہ میں تھا بطور قاصد مجھ سے پڑھوایا مجمع نے بہت احترام سے سنا

حضرت مولانا علی میاں صاحب نوراللہ مرقدہ

محنت

[جنکا انتقال صدی کے آخری دن سجدہ میں ہوا] جیسی عبقری شخصیت کا ایک جملہ مجھ کو ہمیشہ یاد رہے گا۔۔ مولانا علی میاں دارالعلوم کے شوری میں صد سالہ تقریب کی مشاورت میں آئے ہوے تھے وقفہ میں وضو کرائی جارہی تھی میرا ہاتھ لوٹے کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ وہ مولانا رابع صاحب سے کہہ رہے تھے دیکھو محنت اس طرح ہوتی ہے ہر شخص دارالعلوم کے لئے فکر مند ہے

مدرس بنکر پڑھنا

مولانا رابع صاحب سے لکھنؤ میں ملاقات ہوئی سوچا ندوہ میں داخلہ لیکر جدید عربی میں اور مہارت حاصل کرلوں۔ مولانا رابع صاحب فرمانے لگے اب آپ مالیر کوٹلہ میں پڑھا رہے ہیں پڑھانے کے بعد پھر سے پڑھنا بہت مشکل کام ہے اب آپ اسی میں ترقی کیجیے۔ اور واقعی انکی بات میرے لئے مفید ثابت ہوئی۔۔

قصر نماز

مولانا سلمان صاحب ندوی نے ایک بار منصور پور میں نماز پڑھائی میرے ساتھ مولانا عثمان صاحب بھی تھے [یہ سب آپس میں رشتہ دار ہیں] انہونے ٹوکا کہ قصر کرنی چاہیے مولانا سلمان صاحب نے جواب دیا کہ میرا وطن اصلی ابھی تک منصور پور ہی ہے کیونکہ میرے والد نے منصور پور چھوڑنے کی نیت نہیں کی اسطرح مسئلہ کی تنقیح ہوگئی کہ والد کی نیت کا بھی اعتبار ہے۔ میں، اسلم نعیم اور سلمان صاحب کے چھوٹے بھائی اسحاق صاحب منصور پور کے کھیتوں میں جاتے اور آم کھاتے اللہ غریق رحمت کرے انکا انتقال ہو گیا

پٹنہ کے چند واقعات

سنہ ۵۷ کی سردیو نکی ایک رات ہے میرے والد صاحب حضرت مولانا حسین احمد مدنی سے پٹنہ کے اسٹشن پر ملنے جارہے تھے کیونکہ مولانا کلکتہ جارہے تھے میں بہت چھوٹا سا ہو تھا مگر ضد کرنے لگا کہ آپکے ساتھ میں بھی جاؤنگا اس زمانہ میں ریل کی کھڑکیوں مین سلاخیں نہیں لگی ہوتی تھیں مجھے کھڑکی سے اندر داخل کیا گیا اور غالبا دعا پڑھوائی شاید ان دعاؤنکا ہی یہ اثر ہو

وقت اور اصول کی قدر

مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی ناظم جمعہ العلماء والد صاحب سے ملنے گھر تشریف لائے میں چائے کے برتن نکالنے لگا فرمایا بیٹے اتنا وقت نہیں ورنہ ضرور پی لیتا مجھکو انکی بہت سی باتوں میں سے ایک بات یاد رہگئی انہوں نے کہا کہ جنگ آزادی کی لڑائی میں جب وہ جیل میں تھے تو کچھ لوگوں نے ایک نقب لگا کر انگریزوں کی جیل سے نکلنا چاہا تو انہونے خود جیل کے ذمہ دار کو بلا کر خبر کر دی جبکہ جیل کے ذمہ دار حیرت زدہ رہگئے کہ حضرت آپ تو ہمارے مخالف ہین پھر ایسا کیوں کیا فرمایا کہ یہ اصول کے خلاف ہوتا اور بہت بڑی بزدلی ہوتی ہم آزادی کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں کوئی چور اچکے نہیں میرے لئے انکی یہ بات نصیحت بن گئی

میری تلاوت

سنہ ۶۰ میں والد صاحب مولانا منت اللہ صاحب کے پاس مجھ کو انکے مدرسہ میں داخلہ کے لئے پھلواری شریف لیکر گئے مجھسے انہونے کچھ تلاوت سنی اور بہت خوش ہوے فرمایا ابھی بہت چھوٹے ہیں ورنہ اپنے مدرسہ میں داخل کر لیتا

سات پارے

مولانا محمد میاں صاحب جمعیۃ کے دفتر مین موجود تھے میں بھی رمضان کی وجہ سے وہیں تھا اور مولانا عثمان صاحب کو قران سنا رہا تھا مولانا محمد میاں صاحب رمضان میں تراویح میں سات پارے روز آنا سنا کر چار دن مین قران ختم کر دیتے تھے۔ میں قران پڑھ رہا تھا وہ بغور سن رہے تھے۔ میں رک گیا تو کہنے لگے کیوں رک گئے میرا ابھی اس سماعت سے چھن رہا تھا ۔۔۔ میں سوچتا رہا یہ لفظ: چھننا :خوب استعمال کیا۔۔ انکے ایک صاحبزادہ مولانا حامد صاحب پاکستان میں جمعیت کے صدر ہوے ایک صاحبزادہ جناب خالد صاحب جرمن چلے گئے تھے پھر سعودی آ گئے مجھ سے بڑی اچھی دوستی تھی فرماتے تیشو پیپر سے استنجا کیوں جائز نہیں میں بتاتا کاغذ کی کرامت کی وجہ سے مگر وہ اسپر مطمئن نہ ہوتے۔۔ اللہ انکو غریق رحمت کرے

کلیم عاجز

چاہت کا معیار اونچا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو نہ چاہے اسکو چاہا چاہیے

بات چاہے بے سلیقہ ہو کلیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بات کو کہنے کا سلیقہ چاہیے۔

پدم شری ایوارڈ یافتہ ممتاز شاعر سکالر فلاسفر اس صدی کا میر اور بہترین

انسان جناب کلیم عاجز صاحب کو میں انکل کہا کرتا تھا ایک بار مظفر نگر مشاعرہ میں انکی میزبانی کا بھی شرف حاصل ہوا، انکے لڑکے نام بھی وسیم ہے وہ ڈاکٹر ہے، مجھ پر تعجب کرتے کہ مولوی بھی اور شاعری بھی، میرے ذہن میں عامر صاحب اور مولانا ریاست صاحب کی مثال رہتی

والد صاحب کے دوست تھے فراق گھورکپوری اور کنہیالال انکے معترف تھے، جب ہم نے نعت کو کہا تو فرمانے لگے ہمت نہیں ہوتی حاں مناجات سنا سکتا ہوں، اور مین سوچتا رہا کہ اتنا بڑا ادیب آنحضرت کی شان مبارک میں کہتے ہوے جھجک رہا ہے اور ہم اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو میں کیا کیا لکھ جاتے ہیں

- واقعات تو بہت ہیں مگر طوالت کی وجہ سے مختصر کر رہا ہوں
- اب کچھ اپنے خاندان اور بزرگوں کے متعلق لکھتا ہوں

ناظری کے دو معنی ہیں

[۱]میری نگرانی کرنے والا۔ گویا اللہ میری نگرانی کرنے والا ہے

[۲]میں ناظر والا ہوں گویا ناظر صاحب کی اولاد میں سے ہوں اس لقب کو میرے والد صاحب عرفان الحسن صاحب نے اپنایا انکے پڑدادا؛ امام علی؛ پور قاضی [پہلا نام قاضی پور] میں ایک معزز جاگیر دار تھے۔ انکے خاندان میں ایک بہت بڑی بزرگ شخصیت ؛ شیخ سوندھے؛ تھی جنکا نسب موسی ابن کاظم سے ملتا ہے یہ خاندان پور قاضی میں؛ ناظری؛ منگلور میں: کاظمی سے موسوم ہے

- سادات کا یہ خاندان؛ حجاج ابن یوسف ثقفی؛ کے ظلم و ستم سے گھبرا کر یمن سے ہند آیا،؛ کڑامانک پور؛ والے ؛سندھ؛ کے راستہ سے اور؛ ساءوتھ؛ والے سمندر کے راستہ سے آئے اور پور قاضی میں؛ بازار والے؛ اور؛ دربار والوں؛ میں بٹ گئے؛ بازار؛ میں؛ امام علی کے پوتے: سید ناظر حسن: کے نام سے معروف ہوے؛ ناظر حسن؛ نے تحصیلداری کو ٹھکرا کر خدمت خلق کو اسطرح اپنایا کہ صبح سے شام تک ہر ان پڑھ کی تحریری معاملات میں مدد کرتے۔ جسکی وجہ سے وہ؛ منشی؛ کے لقب سے مشہور ہوے انکے ایک بھائی تھے جو میرے نانا ہوے ضمیر

حسن جو ایک اچھے ڈاکٹر تھے اور سوشل ورکر تھے یہ جگر مرادابادی کے قریبی دوست تھے۔ناظر صاحب کی شادی دیوبند کے مشہور خاندان میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحب کی خالہ محترمہ سے ہوئی۔

ناظری خاندان کی سولہ اولاد ہوئیں تھی جسمیں آٹھ باحیات رہی،سب سے بڑے۔جناب عرفان صاحب تھے جو کہ میرے والد بزرگوار ہوے۔انکے بے شمار واقعات مجھکو یاد ہیں۔

ایمانداری

مثلا،جب وہ منصورپور کے شوگر مل میں منیجر تھے ایک مرتبہ انکے روم والے حصہ میں آگ لگ گئی۔اس سے کچھ دیر پہلے آنر کیطرف سے ایک لاکھ روپے کیش آئے تھے والد صاحب نے چچا جلیل کے ذریعہ پیسے[جو اس زمانہ کے حساب سے بہت بڑی رقم تھی]گھر رکھوادیے آگ لگنے کے کچھ دیر بعد رات کو والد صاحب آنر کے پاس وہ پیسہ لیکر گئے تو وہ آنر حیران رہ گئے اور کہامیں تو سمجھا تھا کہ سب پیسہ جل گئے اگر آپ نہ بھی لاتے تو میں یہی سمجھتا کہ پیسہ جل گئے۔والد صاحب نے مسکرا کر کہا کہ اس حقیر سی رقم کے لئے [جبکہ اس زمانہ میں بہت بڑی رقم تھی]کیا میں اپنی آخرت خراب کرلیتا،یہ تو اتفاق سے جلیل کے ہاتھ پہلے ہی گھر بھجوادیے تھے آنر کافی دیر خاموش رہے اور پھر کہاواقعی آپ خاندانی لوگ ہیں امانت کی بھرپور ذمہ داری اسی کو کہتے ہیں۔

والد صاحب کے چھوٹے،سب کے بڑے بھائی جلیل

ان میں چار بڑی خوبیاں تھیں،مدبر،مہمان نواز،خدمت خلق،ہنس مکھ

کوئی بھی کاندانی مسئلہ ہو اسکو باسانی حل کرتے۔دہلی میں اکثر رشتہ داران کے گھر قیام کرتے بلکہانکا گھر مرکز بنا رہتا۔مین انکے ساتھ عابدی صاحب سے ملنے گیا تو فورا بچونکے گھر سے ایک بچہ کو بھی لگئے تاکہ اسکی سفارش کرسکیں۔میری ارشد اسلم سے کشتی کراتے۔بچپن میں کہتے ریحانہ سے کشتی لڑوگے۔یادیں ہی یادیں۔

مظلوم کو پناہ

میرے تیسرے چچا[جو میرے سسر بھی ہیں]انکا واقعہ ہے کہ سنہ ۷۴ میں دو مسلکوں کے درمیان اہل سیاست نے کئی دنوں تک جھگڑے کرائے۔اسی جھگڑے کے دوران ایک فون آیا نعیم صاحب میری جان خطرہ میں ہے مجھے پناہ دیجیے اور

بچایئے۔ یہ حالانکہ مسلک کے اعتبار سے مختلف تھے پاپا[نعیم صاحب] گاڑی لیکر گئے اور انکی پوری فیملی خطرات سے نکال لائے بلکہ اپنے گھر رکھا جبکہ کچھ آوازیں یہ بھی آئیں یہ لوگ ہمارے مسلک کے خلاف ہیں انکے مسلک والے دوسرے مسلک والوں کو مار رہے ہیں انکو پناہ نہ دی جائے۔ مگر مظلوم کو پناہ دینا ہی اعلی کردار ہے۔۔

ماں کی خدمت

سنہ ٦٧ پٹنہ کا واقعہ ہے میں چھوٹا سا تھا میری بہنو نکی شادی تھی دادی اور تمام چچا تشریف لائے تھے دہلی واپسی پر گاڑی کسی بہت دور کے پلیٹ فارم پر تھی جسے ایک برج کے ذریعہ پار کرنا تھا جو دادی کے لئے بہت مشکل تھا اس زمانہ میں: چیرز :نہیں ہوتی تھی ابھی سب لوگ کچھ سوچ ہی رہے تھے چھوٹے چچا لئیق احمد ناظری نے دادی کو گود میں اٹھایا اور ریل کے ڈبہ تک چھوڑ کر ہی سانس لیا پلیٹ فارم پر سب دیکھ رہے تھے اور تعریف کر رہے تھے ایک نے کہا یہ چھوٹا سب سے بڑا بن گیا۔

علاحدہ رہنا

شریعت اور سماج کی لڑائی میں عام طور پر سماج جیت جاتا ہے حالانکہ

کہ شریعت سچی ہوتی ہے اسی طرح کا ایک چھوٹا سا واقعہ میرے سامنے آیا دیوبند میں محلہ فرش پر ایک ہنس مکھ شخصیت تھی وہ میرے پھوپا افضال الہی عثمانی تھے جب انہوں نے اپنے بڑے بیٹے نسیم کی شادی کی تو پہلے ہی دن سے یہ کہا کہ شرعا اب بیٹے کو الگ رہنا چاہیے سماجی اعتبار سے کچھ عرصہ ساتھ رہے مگر پھر الگ کرنا پڑا۔ میں پھوپا افضال صاحب کی بات پر آج تک غور کرتا ہوں، میں میرے بڑے لڑکے کی بھی شادی ہو گئی ہے اور میں یہی کہتا ہوں کہ مذھبا علاحدگی بہتر ہے کیونکہ شریعت کی بات ہمیشہ سچی ہوتی ہے۔

شاکر صاحب میرے بہنوئی

موصوف صحیح العقیدہ شخصیت تھے میں ہر اس واقعہ کو جو سب کیلئے مفید ہو یا متاثر کن ہو اپنے حافظہ میں محفوظ کر لیتا ہوں چھوٹے چھوٹے تین واقعات

[۱] شاکر صاحب دیوبند ہمارے گھر کسی کام سے آئے میں جب دار لعلوم سے فجر کے بعد آیا تو دیکھا شاکر صاحب جو کہ مہمان تھے نیچے سے پانی کی کی بالٹیاں بھر بھر کر لا رہے ہیں [کیونکہ میرے والد صاحب بہت ضعیف تھے گھر میں اور کوئی مرد تھا نہیں] مین جب آیا تو طہت شرمندہ ہوا اور بہت اصرار کیا کہ ایسا نہ کریں مگر وہ فرماتے یہ گھر کا کام ہے کوئی بات نہیں

[۲] اپنے ہم زلف سے اختلاف رائے سے جب اتفاق رائے ہوا تو پھر فرح کاظمی کی شادی میں دل لگا کر بہت صاف دلی سے کام کیا جیسے کہ کوئی اختلاف ہی نہیں تھا

[۳] میں ہر اتوار کو شاکر صاحب کے گھر تفسیر کا پروگرام بزم سیرت کے نام سے جسکو وہ اپنی فیملی کے ساتح بہت توجہ سے سنتے تھے ایک دن جناب کوثر صاحب [ریڈ یئس کے اڈیٹر] کو بغیر شاکر صاحب کے بتائے بلوالیا تا کہ تفسیر کریں شاکر صاحب کو کہیں جانا تھا اسکو کینسل کیا اور ناشتہ وغیرہ لائے اور مجھ سے بس اتنا کہا کہ پہلے سے بتادیتے شرافت اسی کو کہتے ہیں

دنیا کی نظر میں

قمر صاحب صرف ایک شخصیت کا نام نہیں بلکہ ایک تحریک کا نام کہا جاسکتا ہے ملائم سنگھ یادو یا وی پی سنگھ کی دوستی یا ڈ، عبد الجلیل فریدی کے مشیر خاص ہونا اتنے معنی نہیں رکھتا جتنی انکی تھیوری جو جمہوری نہیں بلکہ اسلامی تھی جمہوری افکار کو دیش کے کام لانا چاہتے تھے مجھے ایک بار رشی کیش لیکر گئے اور ایک سنہرے ہندوستان کا خواب سمجھانے لگے انکے سینہ میں ایک جذباتی دل تھا ایسے لوگوں کو دنیا کی کٹھور نظر ناکام کہدیتی ہے حالانکہ وہ کامیاب ہوتے ہیں،

اب میں ناظری خاندانکی لڑکیوں کے بارے میں کچھ لکھتا ہوں ناظری خاندان کی بڑی لڑکی: نعیمہ: تھیں دیوبند میں رہتی تھیں۔ محبت وخلوص کی دیوی تھیں انکی اکثر اولاد اب بھی دیوبند میں ہے] انکے خلوص کے بے شمار واقعات یاد ہیں ان میں سے صرف چند کا ذکر کرونگا۔ ممکن ہے دوسرونکے لئے وہ اہم نہ ہوں مگر میرے جذبات کو چھوتے ہیں کیونکہ میری والدہ کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا اسلئے میں ممتا کا پیاسا تھا جسکو ہر جگہ تلاش کرتا [بلکہ آج تک کرتا ہوں] پھوپو میں مجھے وہی ممتا ملی

صرف ایک واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

غسل

[تازہ پانی کی وجہ سے]میں عام طور پر پھوپو ہی کے گھر غسل کرتا تھا عید کے دن بھی میں غسل کے لئے گیا چولہے پر: شیر :کا دیگچہ رکھا ہوا تھا مگر پھوپو نے اسکو اتروا کر پہلے میرے لئے پانی گرم کروایا پھر شیر بنایا میں انکے اس جذبہ خلوص کو ہمیشہ یاد رکھونگا اور دعاء مغفرت کرتا رہونگا واقعی پرانے لوگوں کا خلوص و محبت صلہ رحمی مثال ہے۔

خدمت خلق

سنہ ۲۰۰۴ کی بات ہے میں سعودہ سے دیوبند جارہا تھا میری طبعیت خراب تھی مجھ کو اسٹیشن تک چھوڑنے کے لئے میری کزن ریحانہ صاحبہ اور عمرانہ صاحبہ میرے ساتھ آئیں بیماری کی وجہ سے میں سامان نہیں اٹھا سکتا تھا انکو فکر ہوئی دیوبند مین سامان کیسے اترے گا وہاں قلی بھی مشکل سے ملتا ہے آخر کار ڈدانش کو ڈھونڈ نکالا اور ان سے درخاست کی بلال بھائی کا سامان اتروادینا،اس خدمت خلق سے مجھکو قمر صاحب یاد آگئے ریحانہ صاحبہ انکی بیوی تھی وہی جذبہ ان میں تھا اور اب انکی لڑکیوں ہما حنا میں موجود ہے

رکشہ چلانا

میں دہلی میں آزاد مارکیٹ میں پڑھاتا تھا اور جامعہ ملیہ میں پڑھتا تھا چتلی قبر کے پاس ہماری کزن فرزانہ کی شادی تھی میں نے حمدرد کے پاس سے رکشہ کی اور یسین ریستورنٹ کے پاس پیسہ دینے لگا تو سو کا نوٹ تھا میں نے رکشہ والے سے کہا اسکو توڑالو وہ سو کا نوٹ لیکر گیا اور بہت دیر ہو گئی نہیں آیا میں بہت پریشان ہوا اسی وقت میرے کزن چھوٹے بھائی راشد میاں[جو آجکل سعودی ایم بیسی میں ہیں وہ آگئے انکی ہی بہن کی شادی تھی وہ کہنے لگے جلدی چلیے یہاں رکشہ میں کیوں بیٹھے ہوے ہیں میں نے انکو بتلایا کہ رکشہ والا سو کا نوٹ لیکر گیا ہوا ہے وہ آئے گا وہ کہنے لگے ارے وہ بھاگ گیا اب نہیں آئے گا میں پریشان ہوا کہ اب کیا کیا جائے انہونے مشورہ دیا سامنے ہی پولیس چوکی ہے وہاں رکشہ جمع کرا کے رپوٹ کرا دیجیے میں نے بھی اتفاق کیا اور رکشہ کو ہاتھ سے پکڑ کر لیجانے لگا مگر ماشاء اللہ انکی سعادت مندی مجھ کو ہاتھ نہیں لگانے دیا حالانکہ میں ساتھ ساتھ چلتا رہا اور کہتا رہا کہ کچھ دیر کی لئے رکشہ مجھ کو دیدو مگر وہ پورے راستہ اصرار کر کے رکشہ لیجاتے رہے اور میں انکی سعادتمندی لائق مندی پر فخر کرتا رہا اور دل ہی دل میں دعائیں دیتا رہا اور واقعی وہ آج بہت کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔ میری دعائیں آج بھی ان کے ساتھ ہیں اللہ سب کو ایسا بھائی دے جو پریشانی میں کام آئے۔۔

نابینا کی مدد

سنہ ۷۵ کا زمانہ ہے میں اور اسلم میاں [میرے کزن چچا نعیم کے صاحبزادہ] اس موضوع پر بات کرتے ہوے شاہ رمز الدین کی گلی سے گزر رہے تھے کہ اسلامی حکومت قائم کرنے میں ہمارا بھی حصہ ضروری ہے اسلم میاں بحث کر رہے تھے کہ باتیں اچھی ہیں مگر آج کے زمانہ میں پریکٹکلی عمل ممکن نہیں میں کہرہا تھا کم از کم کسی کو مسکرا کر دیکھنا یا سڑک کی تکلیف دہ چیز ہٹا دینا بھی ہمارا کنٹری بیوشن ہے اور یہی ہماری طرف سے صدقہ ہے ٹھیک اسی وقت ایک چھوٹی سی نالی ایک نابینا شخص پار کر رہے تھے اتنے ہم کچھ سوچتے سمجھتے اسلم میاں ہماری باتیں چھوڑ کر تقریبا چھلانگ مار کر ان نابینا شخص کی طرف بڑھے اور انکو وہ نالی پار کرائی اور میں دل میں سوچتا رہگیا ہم حدیث بیان ہی کرتے رہگئے وہ عمل بھی کر گئے

انما الاعمال بالنیات[بخاری]ترجمہ: اعمال کا دار مدار نیت پر ہے

حدیث کی یہ سچائی میری کزن فیروزہ باجی کے لفظوں کے ذریعہ اچانک میرے سامنے آئی جب باجی نے ایک جملہ کہا کہ بلال ہم پہلے حج کریں گے پھر شارق کی شادی اور واقعی اس صحیح فیصلہ کے نتیجہ میں ایسی برکت ہوئی کہ باجی کو ایک اچھی بہو ملی۔

دعائو نکا طالب وسیم قاسمی۔۔۔ تمت بالخیر۔۲۹/۸/۱۴۳۸ھ